الحمد للہ والمنۃ

کہ یہ رسالہ مبارکہ جس میں اخوندزادہ سرآمد علماء
کابل اور شیخ اجل افغانستان اور رئیس اعظم خوست
مولوی محمد عبد اللطیف صاحب مرحوم کی شہادت
کا ذکر ہے اور نیز اُن کے شاگرد رشید
میاں عبدالرحمٰن کے شہید ہونے کے
حالات مذکور ہیں تالیف ہو کر
نام اُسکا مندرجہ ذیل رکھا گیا یعنے

تذکرۃ الشہادتین

مع رسالہ عربی و علامات المقربین

اور یہ رسالہ مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام
حکیم مولوی فضل الدین صاحب مالک مطبع
اکتوبر کے مہینہ میں چھاپکر شایع کیا گیا

تعداد جلد ۸۰۰ — قیمت فی جلد ۸ر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہِ الکریم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اس زمانہ میں اگرچہ آسمان کے نیچے طرح طرح کے ظلم ہو رہے ہیں۔ مگر جس ظلم کو ابھی میں ذیل میں بیان کرونگا۔ وہ ایک ایسا **دردناک حادثہ** ہے۔ کہ دل کو ہلا دیتا ہے۔ اور بدن پر لرزہ ڈالتا ہے +

اس امر کو باترتیب بیان کرنے کے لئے پہلے یہ بیان کرنا ضروری ہے۔ کہ جب خداتعالےٰ نے زمانہ کی موجودہ حالت کو دیکھ کر اور زمین کو طرح طرح کے فسق اور معصیت اور گمراہی سے بھرا ہوا پاکر مجھے تبلیغ حق اور اصلاح کے لئے مامور فرمایا۔ اور یہ زمانہ بھی ایسا تھا۔ کہ..... اس دنیا کے لوگ تیرھویں صدی ہجری کو ختم کر کے چودھویں صدی کے سر پر پہنچ گئے تھے۔ تب میں نے اس حکم کی پابندی سے عام لوگوں میں بذریعہ تحریری اشتہارات اور تقریروں کے یہ ندا کرنی شروع کی کہ اس صدی کے سر پر جو خدا کی طرف سے تجدید دین کے لئے آنے والا تھا وہ **میں ہی ہوں** تا وہ ایمان جو زمین پر سے اُٹھ گیا ہے۔ اُس کو دوبارہ قائم کروں۔ اور خدا سے قوّت پاکر اُسی کے ہاتھ کی کشش سے دُنیا کو صلاح اور تقوے اور راستبازی کی طرف کھینچوں۔ اور ان کی اعتقادی اور عملی غلطیوں کو دور کروں اور پھر جب اس پر چند سال گذرے تو بذریعہ وحی الٰہی میرے پر بتصریح کھولا گیا۔ کہ وہ مسیح جو اِس اُمّت

کے لئے ابتدا سے موعود تھا۔ اور وہ آخری مہدی جو تنزل اسلام کے وقت اور گمراہی کے پھیلنے کے زمانہ میں براہ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اُس آسمانی مائدہ کو نئے سرے انسانوں کے آگے پیش کرنیوالا تقدیر الٰہی میں مقرر کیا گیا تھا جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ وہ مَیں ہی ہوں۔ اور مکالمات الٰہیہ اور مخاطبات رحمانیہ اس صفائی اور تواتر سے اس بارے میں ہوئے۔ کہ شک و شبہ کی جگہ نہ رہی ہر ایک وحی جو ہوتی تھی ایک فولادی میخ کی طرح دل میں دھنستی تھی اور یہ تمام مکالمات الٰہیہ ایسی عظیم الشان پیشگوئیوں سے بھرے ہوئے تھے کہ روز روشن کی طرح وہ پوری ہوتی تھیں۔ اور اُنکے تواتر اور کثرت اور اعجازی طاقتوں کے کرشمہ نے مجھے اس بات کے اقرار کے لئے مجبور کیا کہ یہ اُسی وحدہٗ لاشریک خدا کا کلام ہے جس کا کلام قرآن شریف ہے۔ اور میں اس جگہ توریت اور انجیل کا نام نہیں لیتا کیونکہ توریت اور انجیل تحریف کرنے والوں کے ہاتھوں سے اس قدر محرّف و مُبدّل ہو گئی ہیں کہ اب ان کتابوں کو خدا کا کلام نہیں کہہ سکتے۔ غرض وہ خدا کی وحی جو میرے پر نازل ہوئی ایسی یقینی اور قطعی ہے۔ کہ جس کے ذریعہ سے میں نے اپنے خدا کو پایا۔ اور وہ وحی نہ صرف آسمانی نشانوں کے ذریعہ مرتبہ حق الیقین تک پہنچی۔ بلکہ ہر ایک حصہ اُس کا جب خداتعالےٰ کے کلام قرآن شریف پر پیش کیا گیا۔ تو اُس کے مطابق ثابت ہوا۔ اور اُس کی تصدیق کے لئے بارش کی طرح نشان آسمانی برسے۔ اُنہیں دنوں میں رمضان کے مہینہ میں سورج اور چاند کا گرہن بھی ہوا جیسا کہ لکھا تھا۔ کہ اس مہدی کے وقت میں ماہ رمضان میں سورج اور چاند کا گرہن ہوگا۔ اور انہیں ایام میں طاعون بھی کثرت سے پنجاب میں ہوئی۔ جیسا کہ قرآن شریف میں یہ خبر موجود ہے۔ اور پہلے نبیوں نے بھی یہ خبر دی ہے۔ کہ ان دنوں میں مری بہت پڑیگی۔ اور ایسا ہوگا کہ کوئی گاؤں اور شہر اُس مری سے باہر نہیں رہیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ہو رہا ہے۔ اور خدا نے اُس وقت کہ اس مُلک میں طاعون کا نام و نشان نہ تھا قریباً بائیس برس طاعون کے پھوٹنے سے پہلے مجھے اُس کے پیدا ہونے کی خبر دی۔ پھر اس بارہ میں الہامات بارش کی طرح ہوئے۔ اور مکرر ان فقرات کا مختلف پیرایوں میں ہوا چنانچہ مندرجہ ذیل وحی ہیں اس طرح پر مجھے مخاطب کرکے فرمایا

اتیٰ امر اللہ فلا تستعجلوہ بشارۃ تلقاھا النبیون۔ ان اللہ مع الذین اتقوا
والذین ھم محسنون۔ انہ قوی عزیز۔ وانہ غالب علی امرہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون
انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون۔ انفروا منی وانا من المجرمین منتقمون
یقولون ان ھذا الا قول البشر واعانہ علیہ قوم اٰخرون۔ جاھل او مجنون۔ قل ان
کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ انا کفیناک المستھزئین۔ انی مھین من اراد
اھانتک۔ وانی معین من اراد اعانتک۔ وانی لا یخاف لدی المرسلون۔ اذا جاء نصر اللہ
والفتح وتمت کلمۃ ربک ھذا الذی کنتم بہ تستعجلون۔ واذا قیل لھم لا تفسدوا فی
الارض قالوا انما نحن مصلحون۔ الا انھم ھم المفسدون۔ وان یتخذونک الا ھزوا
اھٰذا الذی بعث اللہ بل اتیناھم بالحق فھم للحق کارھون۔ وسیعلم الذین ظلموا ای
منقلب ینقلبون۔ سبحانہ تعالیٰ عما یصفون۔ ویقولون لست مرسلا۔ قل عندی شھادۃ من
اللہ فھل انتم تؤمنون۔ انت وجیہ فی حضرتی۔ اخترتک لنفسی۔ اذا غضبت غضبت
وکلما احببت احببت۔ یحمدک اللہ من عرشہ۔ یحمدک اللہ ویمشی الیک۔ انت منی بمنزلۃ
لا یعلمھا الخلق۔ انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی۔ انت من ماءنا وھم من فشل۔
الحمد للہ الذی جعلک المسیح ابن مریم۔ وعلمک ما لم تعلم۔ قالوا انی لک ھٰذا قل
ھو اللہ عجیب لا رادّ لفضلہ۔ لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون۔ ان ربک فعال لما یرید
خلق اٰدم فاکرمہ۔ اردت ان استخلف فخلقت اٰدم۔ وقالوا اتجعل فیھا من یفسد
فیھا قال انی اعلم ما لا تعلمون۔ یقولون ان ھذا الا اختلاق۔ قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم
یلعبون۔ وبالحق انزلناہ وبالحق نزل۔ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔ یا احمدی
انت مرادی ومعی۔ سرک سری۔ شانک عجیب واجرک قریب۔ انی اٰثرتک واخترتک
یاتی علیک زمن کمثل زمن موسیٰ۔ ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون۔ ویمکرون
ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔ انہ کریم تمشّی امامک وعادی لک من عادی وسنق

یعطیک ربک فترضیٰ - انا نرث الارض نا کلھا من اطرافہا - لتنذر قوما ما انذر اباءھم
ولتستبین سبیل المجرمین - قل انی امرت وانا اول المومنین - قل یوحی الیّ انما الٰھکم
الٰہ واحد - والخیر کلہ فی القراٰن - لا یمسہ الا المطہرون - فبای حدیث بعدہ تومنون
یریدون ان لا یتم امرک - واللہ یابی الا ان یتم امرک - وما کان اللہ لیترکک حتی یمیز
الخبیث من الطیب - ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ
وکان وعد اللہ مفعولا - ان وعد اللہ اتیٰ - ورکل ورکی - یعصمک اللہ من العدا - ویسطو
بکل من سطا - حل غضبہ علی الارض - ذٰلک بما عصوا وکانوا یعتدون - الامراض تشاع
والنفوس تضاع - امر من السماء - امر من اللہ العزیز الاکرم - ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی
یغیروا ما بانفسھم - انہ اوی القریۃ - لا عاصم الیوم الا اللہ - اصنع الفلک باعیننا
ووحینا - انہ معک ومع اھلک - انی احافظ کل من فی الدار - الا الذین علوا من استکبار
واحافظک خاصۃ - سلام قولا من رب رحیم - سلام علیکم طبتم - وامتازوا الیوم
ایھا المجرمون - انی مع الرسول اقوم وافطر واصوم - والوم من یلوم - واعطیک
ما یدوم - واجعل لک انوار القدوم - ولن ابرح الارض الی الوقت المعلوم - انی انا الصاعقۃ
وانی انا الرحمٰن ذو اللطف والندیٰ +

ترجمہ - خدا کا امر آرہا ہے پس تم جلدی مت کرو - یہ خوشخبری ہے جو قدیم سے نبیوں کو ملتی رہی ہے - خدا اُنکے ساتھ ہے جو تقوے اختیار کرتے ہیں یعنی ادب اور حیا اور خوف الٰہی کی پابندی سے اُن ظنی راہوں کو بھی چھوڑتے ہیں جن میں معصیت اور نافرمانی کا گمان ہو سکتا ہے - اور دلیری سے کوئی قدم نہیں اٹھاتے بلکہ ڈرتے ڈرتے کسی فعل یا قول کے بجالانے کا قصد کرتے ہیں - اور خدا انکے ساتھ ہے جو اسکی شاخ اخلاص اور اُس کے بندوں سے نیکی بجالاتے ہیں + وہ قوی اور غالب ہے - وہ ہر یک امر پر غالب ہے - مگر اکثر لوگ نہیں جانتے - جب وہ ایک بات کو چاہتا ہے - تو کہتا ہے کہ ہو پس وہ بات ہو جاتی ہے - کیا تم مجھ سے بھاگ سکتے ہو - اور ہم مجرموں سے انتقام لینگے - کہتے ہیں کہ یہ تو صرف انسان کا قول ہے - اور ان باتوں میں دوسرا

نے اس شخص کی مدد کی ہے یہ تو جاہل ہے یا مجنون ہے۔ انکو کہہ دے کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تمہیں دوست رکھے۔ اور جو لوگ تجھے ٹھٹھا کرتے ہیں ہم اُن کے لئے کافی ہیں میں اس شخص کی اہانت کرونگا۔ جو تیری اہانت کے درپے ہے۔ اور میں اُس شخص کی مدد کرونگا جو تیری مدد کرنا چاہتا ہے میں ہوں جو میرے پاس ہو کر میرے رسول ڈرا نہیں کرتے۔ جب خدا کی مدد اور فتح آئیگی۔ اور تیرے رب کا کلمہ پورا ہو جائیگا تو کہا جائیگا کہ یہ وہی ہے جس کے لئے تم جلدی کرتے تھے۔ اور جب انکو کہا جاتا ہے کہ زمین پر فساد مت کرو تو کہتے ہیں۔ کہ ہم تو اصلاح کرتے ہیں۔ خبردار رہو کہ وہی مفسد ہیں۔ اور تجھے اُنہوں نے ہنسی اور ٹھٹھے کی جگہ بنا رکھا ہے اور ٹھٹھا مار کر کہتے ہیں۔ کہ کیا یہ وہی شخص ہے کہ جو خدا نے مبعوث فرمایا۔ یہ تو انکی باتیں ہیں۔ اور اصل بات یہ ہے کہ ہم نے انکے سامنے حق پیش کیا پس وہ حق کے قبول کرنے سے کراہت کر رہے ہیں۔ اور جن لوگوں نے ظلم کیا ہے۔ وہ عنقریب جان لینگے۔ کہ وہ کس طرف پھیرے جائینگے۔ خدا ان تہمتوں سے پاک اور برتر ہے جو اُن پر لگا رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ تو خدا کی طرف سے بھیجا ہوا نہیں۔ انکو کہہ دے کہ خدا کی میرے پاس گواہی موجود ہے پس کیا تم ایمان لاتے ہو۔ تو میری درگاہ میں وجیہ ہے۔ میں نے اپنے لئے تجھے چُن لیا جب تو کسی پر ناراض ہو تو میں اس پر ناراض ہوتا ہوں۔ اور ہر ایک چیز جس سے تو پیار کرتا ہے میں بھی اُس سے پیار کرتا ہوں۔ خدا اپنے عرش سے تیری تعریف کرتا ہے۔ خدا تیری تعریف کرتا ہے۔ اور تیری طرف چلا آتا ہے۔
تو مجھ سے اُس مرتبہ پر ہے جس کو دنیا نہیں جانتی۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید۔ تو ہمارے پانی سے ہے۔ اور وہ لوگ فشل سے۔ اُس خدا کو حمد ہے جس نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا۔ اور تجھے وہ باتیں سکھلائیں جنکی تجھے خبر نہ تھی۔ لوگوں نے کہا کہ یہ مرتبہ تجھے کہاں سے اور کیونکر مل سکتا ہے۔ ان کو کہہ دے کہ میرا خدا عجیب ہے۔ اسکے فضل کو کوئی رد نہیں کر سکتا۔ جو کام وہ کرتا ہے۔ اس سے پوچھا نہیں جاتا۔ کہ ایسا کیوں کیا مگر لوگ اپنے اپنے کاموں سے پوچھے جاتے ہیں۔ تیرا رب جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اُس نے اس آدم کو پیدا کر کے اس کو بزرگی دی۔ میں نے اس زمانہ میں ارادہ کیا کہ اپنا ایک خلیفہ زمین پر قائم کروں۔ پس میں نے اس آدم کو پیدا کیا۔ اور لوگوں نے کہا کہ کیا تو ایسا شخص اپنا خلیفہ بناتا ہے۔ جو زمین پر فساد کرتا ہے یعنے پھوٹ ڈالتا ہے تو خدا نے انہیں کہا کہ جن باتوں کا مجھے علم ہے تمہیں وہ باتیں معلوم نہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ یہ ایک بناوٹ ہے۔ کہہ خدا ہے جس نے یہ سلسلہ

قائم کیا پھر یہ کہہ کر انکو اپنے لہو ولعب میں چھوڑ دے۔ اور ہم نے حق کے ساتھ اُس کو اتارا اور ضرورت حقہ کے موافق وہ اُترا اور ہم نے تجھے تمام دُنیا کے لئے ایک عام رحمت کر کے بھیجا ہے۔ اے میرے احمد تو میری مراد ہے۔ اور میرے ساتھ ہے تیرا بھید میرا بھید ہے تیری شان عجیب ہے۔ اور اجر قریب ہے۔ مَیں نے تجھے روشن کیا اور مَیں نے تجھے چُنا تیرے پر ایک ایسا زمانہ آئیگا جیسا کہ موسےٰ پر زمانہ آیا تھا۔ اور تو اُن لوگوں کے بارے میں میری جناب میں شفاعت مت کر جو ظالم ہیں کیونکہ وہ غرق کئے جائینگے اور یہ لوگ مکر کرینگے۔ اور خدا بھی اُن سے مکر کریگا۔ اور خدا تعالےٰ بہتر مکر کرنیوالا ہے۔ وہ کریم ہے۔ جو تیرے آگے آگے چلتا ہے اور اُسکو وہ اپنا دشمن قرار دیتا ہے۔ جو تجھ سے دشمنی کرتا ہے۔ اور وہ عنقریب تجھے وہ چیزیں دیگا۔ جن سے تو راضی ہو جائیگا ہم زمین کے وارث ہونگے۔ اور ہم اُسکو اُسکے طرفوں سے کھاتے جاتے ہیں۔ تا کہ تو اُس قوم کو ڈراوے جنکے باپ دادے ڈرائے نہیں گئے۔ اور تا کہ مجرموں کی راہ کُھل جائے۔ کہہ میں مامور ہوں۔ اور میں سب سے پہلے مومن ہوں۔ کہہ میرے پر یہ وحی نازل ہوتی ہے۔ کہ تمہارا خدا ایک خدا ہے۔ اور تمام خیر قرآن میں ہے۔ اسکے حقائق معارف تک وہی لوگ پہنچتے ہیں۔ جو پاک کئے جاتے ہیں۔ پس تم اُسکے بعد یعنے اُسکو چھوڑ کر کس حدیث پر ایمان لاؤ گے۔ یہ لوگ ارادہ کرتے ہیں۔ کہ کچھ ایسی کوشش کریں کہ تیرا امر نا تمام رہ جاوے لیکن خدا تو یہی چاہتا ہے۔ کہ تیری بات کو کمال تک پُہنچاوے۔ اور خدا ایسا نہیں ہے کہ قبل اسکے جو پاک اور پلید میں فرق کر کے دکھلاوے تجھے چھوڑ دے۔ خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو (یعنی اس عاجز کو) ہدایت اور دین حق دیکر اس غرض سے بھیجا ہے۔ تا وہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ اور خدا کا وعدہ ایک دن ہونا ہی تھا۔ خدا کا وعدہ آگیا۔ اور ایک پیر اُس نے زمین پر مارا اور خلل کی اصلاح کی۔ خدا تجھے دشمنوں سے بچائیگا۔ اور اُس شخص پر حملہ کریگا۔ کہ جو ظلم کی راہ سے تیرے پر حملہ کریگا۔ اُس کا غضب زمین پر اُترا آیا۔ کیونکہ لوگوں نے معصیت پر کمر باندھی اور وہ حد سے گذر گئے بیماریاں ملک میں پھیلائی جائینگی۔ اور طرح طرح کے اسباب سے جانیں تلف کی جائینگی یہ امر آسمان پر قرار پا چکا ہے۔ یہ اُس خدا کا امر ہے جو غالب اور بزرگ ہے۔ جو کچھ قوم پر نازل ہوا خدا اُسکو نہیں ہٹائیگا جبتک کہ وہ لوگ اپنے دلونکی حالتیں نہ بدلالیں۔ وہ اُس گاؤں کو جو قادیان ہے کسی قدر ابتلا کے بعد اپنی پناہ میں لے لیگا[*] آج

[*] اوٰی کا لفظ زبان عرب میں ایسے موقع پر استعمال ہوتا ہے۔ کہ جب کسی شخص کو کسیقدر مصیبت یا ابتلا کے بعد اپنی پناہ میں لیا جاوے۔ اور کثرت مصائب اور تلف ہونے سے بچایا جاوے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ الم یجدک یتیما فاوی۔ اسیطرح تمام قرآن شریف میں آوی اور اوٰی کا لفظ ایسے ہی موقعوں پر استعمال ہُوا ہے۔ کہ جہاں کسی شخص یا کسی قوم کو کسیقدر تکلیف کے بعد آرام دیا گیا + منہ

خدا کے سوا کوئی بچانیوالا نہیں ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے کشتی بنا۔ وہ خدا قادر خدا تیرے ساتھ اور تیرے لوگوں کے ساتھ ہے میں ہر ایک کو جو تیرے گھر کے اندر ہے بچاؤنگا۔ مگر وہ لوگ جو تیرے مقابل پر تکبر سے اپنے تئیں نافرمان اور اونچا رکھتے ہیں یعنی پورے طور پر اطاعت نہیں کرتے۔ اور خاص کر میری حفاظت تیرے شامل حال رہیگی۔ خدائے رحیم کی طرف سے سلامتی ہے تم پر سلامتی ہے تم پاک نفس ہو۔ اور اے مجرمو آج تم الگ ہو جاؤ۔ میں اس رسول کے ساتھ کھڑا ہونگا۔ اور افطار کرونگا اور روزہ بھی رکھونگا۔ اور اسکو ملامت کرونگا جو ملامت کرتا ہے۔ اور تجھے وہ نعمت دونگا جو ہمیشہ رہیگی۔ اور اپنی تجلی کے انوار تجھ میں رکھ دونگا۔ اور میں اس زمین سے وقت مقدر تک علیحدہ نہیں ہونگا یعنی میری قہری تجلی میں فرق نہ آئیگا میں صاعقہ ہوں۔ اور میں رحمان ہوں صاحب لطف اور بخشش*

ذکر واقعہ شہادتین

انہیں دنوں میں جبکہ متواتر یہ وحی خدا کی مجھ پر ہوئی اور نہایت زبردست اور قوی نشان ظاہر ہوئے اور میرا دعوےٰ مسیح موعود ہونیکا دلائل کے ساتھ دنیا میں شائع ہوا۔ خوست علاقہ حدود کابل میں ایک بزرگ تک جن کا نام اخوندزادہ مولوی عبد اللطیف ہے کسی اتفاق سے میری کتابیں پہنچیں۔ اور وہ تمام دلائل جو نقل اور عقل اور تائیدات سماوی سے میں نے اپنی کتابوں میں لکھے تھے وہ سب دلیلیں انکی نظر سے گذریں اور چونکہ وہ بزرگ نہایت پاک باطن اور اہل علم اور اہل فراست اور خدا ترس اور تقوےٰ شعار تھے اسلئے انکے دل پر ان دلائل کا قوی اثر ہوا اور انکو اس دعوے کی تصدیق میں کوئی دقت پیش نہ آئی۔ اور انکی پاک کانشنس نے بلا توقف مان لیا کہ یہ شخص منجانب اللہ اور یہ دعوےٰ صحیح ہے تب انہوں نے میری کتابوں کو نہایت محبت سے دیکھنا شروع کیا اور انکی روح جو نہایت صاف اور مستعد تھی میری طرف کھینچی گئی یہانتک کہ انکے لئے بغیر ملاقات کے دور بیٹھے رہنا نہایت دشوار ہو گیا۔ آخر اس زبردست کشش اور محبت اور اخلاص کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے اس غرض سے کہ ریاست کابل سے اجازت حاصل ہو جاوے حج کیلئے مصمم ارادہ کیا اور امیر کابل سے اس سفر کیلئے درخواست کی چونکہ وہ امیر کابل کی نظر میں ایک برگزیدہ عالم اور تمام علماء کے سردار سمجھے جاتے تھے اسلئے نہ صرف انکو اجازت ہوئی بلکہ امداد کے طور پر کچھ روپیہ بھی دیا گیا۔ سو وہ اجازت حاصل کر کے قادیان میں پہنچے۔ اور جب مجھ سے انکی ملاقات ہوئی تو قسم اس خدا کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے انکو اپنی پیروی اور اپنے دعوے کی تصدیق میں ایسا فنا شدہ پایا۔ کہ جس سے بڑھ کر انسان کیلئے ممکن نہیں۔ اور جیسا کہ ایک شیشہ عطر سے بھرا ہوا ہوتا ہے ایسا ہی میں نے انکو اپنی محبت سے بھرا ہوا پایا۔ اور جیسا کہ اُن کا چہرہ نورانی تھا ایسا ہی اُن کا دل مجھے نورانی معلوم ہوتا تھا۔ اس بزرگ مرحوم میں نہایت قابل رشک یہ صفت تھی کہ درحقیقت وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتا تھا۔ اور وہ درحقیقت اُن راستبازوں میں سے تھا جو خدا سے ڈر کر اپنے تقوےٰ اور اطاعت الٰہی کو انتہا تک پہنچاتے

ہیں۔ اور خدا کے خوش کرنیکے لئے اور اُسکی رضا حاصل کرنیکے لئے اپنی جان اور عزت اور مال کو ایک ناکارہ خس و خاشاک کیطرح اپنے ہاتھ سے چھوڑ دینے کو طیار ہوتے ہیں۔ اُسکی ایمانی قوت اسقدر بڑھی ہوئی تھی۔ کہ اگر میں اُسکو ایک بڑے سے بڑے پہاڑ سے تشبیہ دوں تو میں ڈرتا ہوں کہ میری تشبیہ ناقص نہ ہو۔ اکثر لوگ باوجود۔۔۔۔ بیعت کے اور باوجود میرے دعوے کی تصدیق کے پھر بھی دنیا کو دین پر مقدم رکھنے کے زہریلے تخم سے بکلی نجات نہیں پاتے۔ بلکہ کچھ ملونی اُنمیں باقی رہ جاتی ہے۔ اور ایک پوشیدہ بخل خواہ وہ جان کے متعلق ہو خواہ آبرو کے متعلق اور خواہ مال کے اور خواہ اخلاقی حالتوں کے متعلق انکے ناکمل نفسوں میں پایا جاتا ہے اسی وجہ سے اُنکی نسبت ہمیشہ میری یہ حالت رہتی ہے۔ کہ میں ہمیشہ کسی خدمت دینی کے پیش کرنے کیوقت ڈرتا رہتا ہوں کہ انکو ابتلا پیش نہ آوے۔ اور اس خدمت کو اپنے پر ایک بوجھ سمجھ کر اپنی بیعت کو الوداع نہ کہہ دیں لیکن میں کن الفاظ سے اس بزرگ مرحوم کی تعریف کروں جسنے اپنے مال اور آبرو اور جان کو میری پیروی میں یوں پھینکدیا کہ جسطرح کوئی ردی چیز پھینکدیجاتی ہے اکثر لوگوں کو میں دیکھتا ہوں کہ انکا اول اور آخر برابر نہیں ہوتا اور ادنے سی ٹھوکر یا شیطانی وسوسہ یا بدصحبت سے وہ گر جاتے ہیں مگر اس جوانمرد مرحوم کی استقامت کی تفصیل میں کن الفاظ سے بیان کروں کہ وہ نور یقین میں دمبدم ترقی کرتا گیا۔ اور جب وہ میرے پاس پہنچا تو میں نے اُن سے دریافت کیا کہ کن دلائل سے آپنے مجھے شناخت کیا۔ تو اُنہوں نے فرمایا کہ سب سے پہلے قرآن ہے جس نے آپ کیطرف میری رہبری کی اور فرمایا کہ میں ایک ایسی طبیعت کا آدمی تھا کہ پہلے سے فیصلہ کر چکا تھا کہ یہ زمانہ جسمیں ہم ہیں۔ اس زمانہ کے اکثر مسلمان اسلامی روحانیت سے بہت دور جا پڑے ہیں۔ وہ اپنی زبانوں سے کہتے ہیں۔ کہ ہم ایمان لائے مگر انکے دل مومن نہیں۔ اور ان کے اقوال اور افعال بدعت اور شرک اور انواع اقسام کی معصیت سے پُر ہیں ایسا ہی بیرونی حملے بھی انتہا تک پہنچ گئے ہیں اور اکثر دل تاریک پردوں میں ایسے بحس و حرکت ہیں۔ کہ گویا مر گئے ہیں۔ اور وہ دین اور تقوی جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لائے تھے جسکی تعلیم صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیگئی تھی۔ اور وہ صدق اور یقین اور ایمان جو اس پاک جماعت کو ملا تھا بلاشبہ وہ بباعث کثرت غفلت کے مفقود ہے۔ اور شاذ و نادر حکم معدوم کا رکھتا ہے ایسا ہی میں دیکھ رہا تھا کہ اسلام ایک مردہ کیحالت میں ہو رہا ہے۔ اور اب وہ وقت آگیا ہے کہ پردہ غیب سے کوئی منجانب اللہ مجدد دین پیدا ہو۔ بلکہ میں روز بروز اس اضطراب میں تھا کہ وقت تنگ ہوتا جاتا ہے اُنہیں دنوں میں یہ آواز میرے کانوں تک پہنچی کہ ایک شخص نے قادیان ملک پنجاب میں مسیح موعود ہونیکا دعوے کیا ہے اور میں نے بڑی کوشش سے چند کتابیں آپ کی تالیف کردہ بہم پہنچائیں۔ اور انصاف کی نظر سے ان پر غور کر کے پھر قرآن کریم پر انکو عرض کیا تو قرآن شریف کو انکے ہر ایک بیان کا مصدق پایا پس وہ بات جسنے پہلے پہلے مجھے اسطرف حرکت دی وہ یہی ہے کہ میں نے دیکھا کہ ایک طرف تو قرآن شریف بیان کر رہا ہے کہ عیسے علیہ السلام فوت ہو گئے اور واپس نہیں آئینگے۔ اور دوسری طرف وہ موسوی سلسلہ کے مقابل پر اس امت کو وعدہ دیتا ہے کہ وہ اُس امت کی مصیبت اور ضلالت کے دنوں میں ان خلیفوں کے رنگ میں خلیفے بھیجتا رہیگا جو موسوی سلسلہ کے قائم اور بحال رکھنے کیلئے بھیجے گئے تھے

سو چونکہ ان میں سے حضرت عیسٰی علیہ السلام ایک ایسے خلیفے تھے جو موسوی سلسلہ کے آخر میں پیدا ہوئے اور نیز وہ ایسے خلیفے تھے کہ جو لڑائی کے لئے مامور نہیں ہوئے تھے اس لئے خدا تعالیٰ کے کلام سے ضرور یہ سمجھا جاتا ہے کہ انکی رنگ پر بھی اس اُمت میں آخری زمانہ میں کوئی پیدا ہو۔ اسی طرح بہت سی کلمات معرفت اور دانائی کے اُن کے مُنہ سے میں نے سُنے۔ جو بعض یاد رہے اور بعض بھول گئے اور وہ کئی مہینے تک میرے پاس رہے اور اس قدر انکو میری باتوں میں دلچسپی ہوئی کہ اُنہوں نے میری باتوں کو حج پر ترجیح دی اور کہا کہ میں اس علم کا محتاج ہوں جس سے ایمان قوی ہو اور علم عمل پر مقدم ہے۔ سو میں نے اون کو مستعد پاکر جہاں تک میرے لئے ممکن تھا اپنے معارف اُن کے دل میں ڈالے اور اس طرح پر اون کو سمجھایا کہ دیکھو یہ بات بہت صاف ہے کہ اللہ جل شانہ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا - جس کے یہ معنی ہیں کہ ہمنے ایک رسول کو جو تم پر گواہ ہے یعنے اس بات کا گواہ کہ تم کیسی خراب حالت میں ہو تمہاری طرف اسی رسول کی مانند بھیجا ہے جو فرعون کیطرف بھیجا گیا تھا سو اس آیت میں اللہ جلشانہ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ ٹھرایا ہے۔ پھر سورہ نور میں سلسلہ خلافت محمدیہ کو سلسلہ خلافت موسویہ کا مثیل ٹھراویا ہے۔ سو کم سے کم تحقق مشابہت کیلئے یہ ضروری ہے کہ دونوں سلسلوں کے اول اور آخر میں نمایاں مشابہت ہو یعنی یہ ضروری ہو کہ اس سلسلہ کے اول پر مثیل موسیٰ ہو اور اس سلسلہ کے آخیر میں مثیل عیسیٰ اور ہمارے مخالف علماء یہ تو مانتے ہیں کہ سلسلہ ملت اسلامیہ مثیل موسیٰ سے شروع ہوا مگر وہ سراسر ہٹ دھرمی سے اس بات کو قبول نہیں کرتے کہ خاتمہ اس سلسلہ کا مثیل عیسیٰ پر ہوگا - اور اس صورت میں وہ عمداً قرآن شریف کو چھوڑتے ہیں کیا یہ سچ نہیں ہے کہ قرآن شریف نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ قرار دیا ہے اور کیا یہ سچ نہیں ہے کہ قرآن کریم نے نہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ قرار دیا بلکہ آیت كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ میں تمام سلسلہ خلافت محمدیہ کو سلسلہ خلافت موسویہ کا مثیل قرار دیدیا ہے۔ پس اس صورت میں قطعاً و جوباً لازم آتا ہے

کہ سلسلۂ خلافتِ اسلامیہ کے آخر مین ایک مثیل عیسیٰؑ پیدا ہو اور چونکہ اول اور آخر کی مشابہت ثابت ہونے سے تمام سلسلہ کی مشابہت ثابت ہو جاتی ہے اسلئے خدا تعالیٰ کے پاک نبیون کی کتابون مین جا بجا انہین دونون مشابہتون پر زور دیا گیا ہے بلکہ اول اور آخر کے دشمنون مین بھی مشابہت ثابت کی گئی ہے جیسا کہ ابوجہل کو فرعون سے مشابہت دی گئی ہے اور آخری مسیح کے مخالفین کو یہود مغضوب علیہم سے اور آیت کما استخلف الذین من قبلہم میں یہ بھی اشارہ کر دیا ہے کہ آخری خلیفہ اس امت کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسی زمانہ میں آئیگا۔ جو وہ زمانہ اپنی مدت میں اس زمانہ کی مانند ہوگا جبکہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام حضرت موسےٰ علیہ السلام کے بعد آئے تھے یعنی چودھویں صدی کیونکہ کما کا لفظ جس مشابہت کو چاہتا ہے۔ اس میں زمانہ کی مشابہت بھی داخل ہے۔ تمام فرقے یہودیوں کے اسبات پر متفق ہیں۔ کہ عیسےٰؑ بن مریم نے جس زمانہ میں دعوے نبوت کیا وہ زمانہ حضرت موسےٰ سے چودھویں صدی تھی۔ اور عیسائیوں میں سے پروٹسٹنٹ مذہب والے خیال کرتے ہیں۔ کہ پندرھویں صدی ہو سوسی کچھ سال گذر چکے تھے جب حضرت عیسےٰؑ نے دعوے نبوت کیا۔ اور پروٹسٹنٹ کا قول یہودیوں کے متفق علیہ قول کے مقابل پر کچھ چیز نہیں۔ اور اگر اُس کی صحت مان بھی لیں تو اس قدر قلیل فرق سے مشابہت میں کچھ فرق نہیں آتا بلکہ مشابہت ایک قلیل فرق کو چاہتی ہے۔ ایسا ہی قرآن شریف کی رو سے سلسلہ محمدیہ سلسلہ موسویہ سے ہر یک نیکی اور بدی میں مشابہت رکھتا ہے۔ اسی کی طرف ان آیتوں میں اشارہ ہے۔ کہ ایک جگہ یہود کے حق میں لکھا ہے۔ فینظر کیف تعملون۔ دوسری جگہ مسلمانوں کے حق میں لکھا ہے۔ لننظر کیف تعملون۔ ان دونوں آیتوں کے یہ معنے ہیں۔ کہ خدا تمہیں خلافت اور حکومت عطا کرکے۔ پھر دیکھیگا کہ تم راستبازی پر قائم رہتے ہو یا نہیں۔ ان آیتوں میں جو الفاظ یہود کے لئے استعمال کئے ہیں وہی مسلمانوں کے لئے یعنی ایک ہی آیت کے نیچے ان دونوں کو رکھا ہے پس ان آیتوں سے بڑھکر اس بات کے لئے اور کونسا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ خدا نے بعض مسلمانوں کو یہود قرار دیدیا ہے اور صاف اشارہ کر دیا ہے کہ جن بدیوں کے یہود مرتکب ہوئے تھے یعنی علماء اُن کے۔ اس امت کے علما بھی انہیں بدیوں کے مرتکب ہونگے۔ اور اسی مفہوم کی طرف آیت غیر المغضوب علیہم مین بھی اشارہ ہے

کیونکہ اس آیت میں باتفاق کل مفسرین مغضوب علیہم سے مراد وہ یہود ہیں۔ جن پر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے انکار کی وجہ سے غضب نازل ہوا تھا۔ اور احادیث صحیحہ میں مغضوب علیہم سے مراد وہ یہود ہیں جو مورد غضب الٰہی دُنیا میں ہی ہوئے تھے۔ اور قرآن شریف بھی گواہی دیتا ہے۔ کہ یہود کو مغضوب علیہم ٹھیرانے کے لئے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی زبان پر لعنت جاری ہوئی تھی۔ پس یقینی اور قطعی طور پر مغضوب علیہم سے مراد وہ یہود ہیں۔ جنہوں نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو سولی پر ہلاک کرنا چاہا تھا۔ اب خدا تعالےٰ کا یہ دعا سکھلانا کہ خدایا ایسا کر کہ ہم وہی یہودی نہ بن جائیں جنہوں نے عیسےٰؑ کو قتل کرنا چاہا تھا صاف بتلا رہا ہے۔ کہ اُمّت محمدیہ میں بھی ایک عیسےٰؑ پیدا ہونیوالا ہے۔ ورنہ اس دُعا کی کیا ضرورت تھی۔ اور نیز جبکہ آیات مذکورہ بالا سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ کسی زمانہ میں بعض علمائِ اسلام بالکُل علماءِ یہود سے مشابہ ہو جائینگے۔ اور یہود بن جائینگے۔ پھر یہ کہنا کہ ان یہودیوں کی اصلاح کے لئے اسرائیلی عیسےٰؑ آسمان سے نازل ہوگا بالکُل غیر معقول بات ہے۔ کیونکہ اول تو باہر سے ایک نبی کے آنے سے مُہر ختم نبوت ٹوٹتی ہے اور قرآن شریف صریح طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء ٹھیراتا ہے۔ ماسوا اسکے قرآن شریف کے رو سے یہ اُمت خیر الامم کہلاتی ہے پس اس کی اس سے زیادہ بے عزتی اور کوئی نہیں ہو سکتی کہ یہودی بننے کے لئے تو یہ اُمت ہو۔ مگر عیسےٰؑ باہر سے آوے۔ اگر یہ سچ ہے۔ کہ کسی زمانہ میں اکثر علماء اس اُمت کے یہودی بن جائینگے یعنے یہود خصلت ہو جائینگے۔ تو پھر یہ بھی سچ ہے۔ کہ ان یہود کے درست کرنے کے لئے عیسےٰؑ باہر سے نہیں آئیگا۔ بلکہ جیسا کہ بعض افراد کا نام یہود رکھا گیا ہے۔ ایسا ہی اس کے مقابل پر ایک فرد کا نام عیسےٰؑ بھی رکھا جائیگا۔ اس بات کا انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ قرآن اور حدیث دونوں نے بعض افراد اس اُمت کا نام یہود رکھا ہے۔ جیسا کہ آیت غیر المغضوب علیہم سے بھی ظاہر ہے۔ کیونکہ اگر بعض افراد اس اُمت کے یہودی بننے والے نہ ہوتے تو دعا مذکورہ بالا ہر گز نہ سکھلائی جاتی۔ جب سے دُنیا میں خدا کی کتابیں آئی ہیں۔ خدا تعالےٰ کا ان میں یہی محاورہ ہے۔ کہ جب کسی قوم کو ایک بات سے منع کرتا ہے۔ کہ مثلاً تم زنا نہ کرو۔ یا چوری نہ کرو یا یہودی نہ بنو۔ تو اس منع کے اندر یہ پیشگوئی مخفی ہوتی ہے کہ بعض ان میں سے ارتکاب ان جرائم کا کرینگے۔ دُنیا میں کوئی شخص ایسی نظیر پیش نہیں کر سکتا کہ

ایک جماعت یا ایک قوم کو خدا تعالےٰ نے کسی نا کردنی کام سے منع کیا ہو۔ اور پھر وہ سب کے سب اُس کام سے باز رہے ہوں بلکہ ضرور بعض اس کام کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے توریت میں یہودیوں کو یہ حکم دیا کہ تم نے توریت کی تحریف نہ کرنا سو اس حکم کا نتیجہ یہ ہؤا کہ بعض یہود نے توریت کی تحریف کی۔ مگر قرآن شریف میں خدا تعالےٰ نے مسلمانوں کو کہیں یہ حکم نہیں دیا۔ کہ تم نے قرآن کی تحریف نہ کرنا۔ بلکہ یہ فرمایا کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ یعنی ہم نے ہی قرآن شریف کو اُتارا اور ہم ہی اُسکی محافظت کرینگے۔ اسی وجہ سے قرآن شریف تحریف سے محفوظ رہا۔ غرض یہ قطعی اور یقینی اور مسلم سنت الٰہی ہے کہ جب خدا تعالیٰ کسی کتاب مین کسی قوم یا جماعت کو ایک بُرے کام سے منع کرتا ہے یا نیک کام کیلئے حکم فرماتا ہے تو اوس کے علم قدیم مین یہ ہوتا ہے کہ بعض لوگ اسکے حکم کی مخالفت ہی کرینگے پس خدا تعالیٰ کا سورہ فاتحہ مین یہ فرمانا کہ تم دعا کیا کرو کہ تم وہ یہودی نہ بن جاؤ جنہون نے عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دینا چاہا تہا جس سے دنیا مین ہی ان پر غضب الٰہی کی مار پڑی۔ اس سے صاف سمجھا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے علم مین یہ مقدر تہا کہ بعض افراد اس اُمت کے جو علماء امت کہلائینگے اپنی شرارتون اور تکذیب مسیح وقت کیوجہ سے یہودیون کا جامہ پہن لینگے ورنہ ایک لغو دعا کے سکہلانے کی کچھہ ضرورت نہ تہی یہ تو ظاہر ہے کہ علماء اس امت کے اس طرح کے یہودی نہیں بن سکتے کہ وہ اسرائیل کے خاندان مین سے بن جائین اور پہر اس عیسیٰ بن مریم کو جو مدت سے اس دنیا سے گذر چکا ہے سولی دینا چاہین کیونکہ اب اس زمانہ مین نہ وہ یہودی اس زمین پر موجود ہین نہ وہ عیسےٰ موجود ہے پس ظاہر ہے کہ اس آیت مین ایک آیندہ واقعہ کی طرف اشارہ ہے اور یہ بتلانا منظور ہے کہ اس اُمت مین عیسیٰ مسیح کی رنگ مین آخری زمانہ مین ایک شخص مبعوث ہوگا اور اس کے وقت کے بعض علماء اسلام اُن یہودی علماء کی طرح اوسکو دکھہ دینگے جو عیسیٰ علیہ السلام کو دکھہ دیتے تہے اور انکی شان مین بدگوئی کرینگے بلکہ احادیث صحیحہ سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ یہودی بننے کے یہ معنی ہین کہ یہودیون کی بداخلاق اور بدعادات علماء اسلام مین پیدا ہو جائینگی اور گو بظاہر مسلمان کہلائینگے مگر اُن کے دل مسخ ہو کر ان یہودیون کے رنگ سے رنگین ہو جائینگی

جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دکھہ دیکر مورد غضب الٰہی ہوئے تھے پس جبکہ یہودی یہی لوگ بنینگے جو مسلمان کہلاتے ہین تو کیا یہ اس امت مرحومہ کی بیعزتی نہین کہ یہودی بننے کیلئے تو یہہ مقرر کئے جائین مگر مسیح جوان یہودیونکو درست کریگا وہ باہر سے آوے یہ تو قرآن شریف کے منشاء کے سراسر برخلاف ہے قرآن شریف سلسلہ محمدیہ کو ہر ایک نیکی اور بدی مین سلسلہ موسویہ کے مقابل رکھتا ہے نہ صرف بدی مین ماسوا اسکے آیت غیر المغضوب علیہم کا صحیح یہ منشاء ہے کہ وہ لوگ یہودی اس لئے کہلائینگے کہ خدا کے مامور کو جو انکی اصلاح کے لئے آئیگا بنظر تحقیر و انکار دیکھینگے اور اسکی تکذیب کرینگے اور اسکو قتل کرنا چاہینگے اور اپنے قوی غضبیہ کو اوسکی مخالفت مین بھڑکائینگے اس لئے وہ آسمان پر مغضوب علیہم کہلائینگے اُن یہودیون کی مانند جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مکذب تھے جن تکذیب کا آخر کار نتیجہ یہ ہوا تھا کہ سخت طاعون یہود مین پڑی تھی اور بعد اس کے طیطوس رومی کے ہاتھ سے وہ نیست و نابود کئے گئے تھے پس آیت غیر المغضوب علیہم سے ظاہر ہے کہ دنیا مین ہی کوئی غضب اُن پر نازل ہوگا کیونکہ آخرت کے غضب مین تو ہر ایک کافر شریک ہے اور آخرت کے لحاظ سے تمام کافر مغضوب علیہم ہین پھر کیا وجہ کہ خدا تعالیٰ نے اس آیت مین خاص کرکے اُن یہودیون کا نام مغضوب علیہم رکھا جنہون نے حضرت عیسیٰؑ کو سولی دینا چاہا تھا بلکہ اپنی دانست مین سولی دے چکے تھے۔ پس یاد رہے کہ ان یہودیون کو مغضوب علیہم کی خصوصیت اسلئے دی گئی کہ دنیا مین ہی اُن پر غضب الٰہی نازل ہوا تھا اور اسی بنا پر سورہ فاتحہ میں اِس امت کو یہہ دعا سکھلائی گئی کہ خدایا ایسا کر کہ وہی یہودی ہم نہ بن جائین یہ ایک پیشگوئی تھی جسکا یہ مطلب تھا کہ جب اس امت کا مسیح مبعوث ہوگا تو اسکے مقابل پر یہود بھی پیدا ہو جائینگے جن پر اسی دُنیا مین خدا کا غضب نازل ہوگا۔ پس اس دعا کا یہ مطلب تھا کہ یہ مقدّر ہے کہ تم مین سے بھی ایک مسیح پیدا ہوگا اور اسکے مقابل پر یہود پیدا ہونگے جن پر دُنیا مین ہی غضب نازل ہوگا سو تم دعا کرتے رہو کہ تم ایسے یہود نہ بن جاؤ۔

یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ یون تو ہر ایک کافر قیامت مین مورد غضب الٰہی ہے لیکن اس جگہ غضب سے مراد دنیا کا غضب ہے جو مجرمون کے سزا دینے کے لئے دنیا مین ہی نازل ہوتا

ہے اور وہ یہودی...... جنہوں نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو دکہہ دیا تہا اور بموجب نصّ قرآن کریم انکی زبان پر لعنتی کہلائے ہیں وہی لوگ ہیں جن پر دنیا مین ہی عذاب کی مار پڑی تہی یعنے اول سخت طاعون سے وہ ہلاک کئے گئے تہے اور پہر جو باقی رہ گئے تہے وہ طیطوس رومی کے ہاتہہ سے سخت عذاب کے ساتہہ ملک سی منتشر کئے گئے تہے پس غیر المغضوب علیہم مین یہی عظیم الشان پیشگوئی مخفی ہے کہ وہ لوگ جو مسلمانون مین سے یہودی کہلائینگے وہ بہی ایک مسیح کی تکذیب کرینگے جو اُس پہلے مسیح کے رنگ پر آئیگا یعنے نہ وہ جہاد کریگا اور نہ تلوار اُٹہائے گا بلکہ پاک تعلیم اور آسمانی نشانون کے ساتہہ دین کو پہیلائے گا اور اس آخری مسیح کی تکذیب کے بعد بہی دنیا مین طاعون پہیلے گی اور وہ سب باتین پوری ہونگی جو ابتدا سے سب نبی کہتے چلے آئے ہین۔ اور یہہ وسوسہ کہ آخری زمانہ مین وہی مسیح ابن مریم دوبارہ دنیا مین آجائیگا۔ یہہ تو قرآن شریف کے منشاء کے سراسر برخلاف ہے جو شخص قرآن شریف کو ایک تقوی اور ایمان اور انصاف اور تدبر کی نظر سے دیکہے گا اُس پر روز روشن کیطرح کہل جائے گا کہ خداوند قادر کریم نے اس اُمت محمدیہ کو موسوی اُمت کے بالکل بالمقابل پیدا کیا ہے انکی اچہی باتون کے بالمقابل پر اچہی باتین دی ہین اور انکی بُری باتون کے مقابل پر بُری باتین اس امت مین بعض ایسی ہین جو انبیاء بنی اسرائیل سے مشابہت رکہتی ہین اور بعض ایسے ہین جو مغضوب علیہم یہود سے مشابہت رکہتے ہین اسکی ایسی مثال ہے جیسے ایک گہر ہے جسمین عمدہ عمدہ آراستہ کمرے موجود ہین جو عالیشان اور مہذب لوگون کے بیٹہنے کی جگہ ہین اور جگہ بعض حصے مین پاءخانے بہی ہین اور بدررو بہی اور گہر کے مالک نے چاہا کہ اس محل کے مقابل پر ایک اور محل بنا دے کہ تا جو جو سامان اس پہلے محل مین تہا اسمین بہی موجود ہو سو یہ دوسرا محل اسلام کا محل ہے اور پہلا محل موسوی سلسلہ کا محل تہا۔ یہ دوسرا محل پہلے محل کا کسی بات مین محتاج نہین۔ قرآن شریف توریت کا محتاج نہین اور یہہ امت کسی اسرائیلی نبی کی محتاج نہین ۔ ہر ایک کامل جو اِس اُمت کے لئے آتا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے پرورش یافتہ ہے اور اسکی وحی محمدی وحی کی ظل ہے۔ یہی ایک نکتہ ہے جو سمجہنے کے لایق ہے افسوس ہمارے مخالف حضرت عیسیٰؑ کو دوبارہ

لانے ہین نہین سمجھتے کہ مطلب تو یہ ہے کہ اسلام کو فخر نشا بہت حاصل ہو نہ یہ ذلت کہ کوئی اسرائیلی نبی آوے تا اُمت اصلاح پاوے۔

علاوہ اسکے یہ نہایت بیہودہ خیال ہے کہ ایسے لغو اعتقاد پر زور دیا جاوے جسکی خدا کی کتاب مین کوئی نظیر نہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آسمان پر چڑہنے کی درخواست کیگئی جیسا قرآن شریف مین مذکور ہے مگر وہ یہ کہہ کر نامنظور کی گئی کہ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا۔ تو کیا عیسیٰؑ بشر نہ تہا کہ اُسکو بغیر درخواست کے آسمان پر چڑہایا گیا۔ پہر قرآن شریف سے تو صرف رفع الی اللہ ثابت ہے جو ایک روحانی امر ہے نہ رفع الی السماء اور یہودیون کا اعتراض تو یہ تہا کہ جو شخص لکڑی پر لٹکایا جاوے اُسکا رفع روحانی دوسرے نبیون کی طرح خدا تعالی کی طرف نہین ہوتا اور یہی اعتراض دفع کرنے کے لایق تہا۔ پس قرآن شریف نے کہان اس اعتراض کو دفع کیا ہے یعنی اس تمام نزاع کی بنیاد یہ تہی کہ یہودی کہتے تہے کہ عیسیٰؑ مصلوب ہو گیا ہے اور جو شخص مصلوب ہو اُسکا خدا تعالی کیطرف رفع نہین ہوتا اس لئے عیسیٰؑ کا اور نبیون کی طرح خدا تعالی کیطرف رفع روحانی نہین ہوا لہذا وہ مومن نہین ہے اور نہ نجات یافتہ ہے اور چونکہ قرآن اس بات کا ذمہ وار ہے کہ پہلے جہگڑون کا تصفیہ فرماوے لہذا اس نے یہ فیصلہ فرمایا کہ عیسیٰؑ کا بہی دوسرے نبیون کیطرح رفع ہوا ہے خدا نے تو ایک جہگڑے کا فیصلہ کرنا تہا۔ پس اگر خدا تعالی نے اِن آیتون مین یہ فیصلہ نہین کیا تو پہر بتلاؤ کہ کس مقام مین یہ فیصلہ کیا۔ کیا نعوذ باللہ اس طرح کی بدفہمی خدا تعالی کیطرف منسوب ہو سکتی ہے کہ جہگڑا تو یہود کیطرف سے روحانی رفع کا تہا اور خدا یہ کہے کہ عیسیٰؑ مع جسم دوسرے آسمان پر بیٹہا ہے۔ ظاہر ہے کہ نجات کیلئے مع جسم آسمان پر جانا شرط نہین صرف روحانی رفع شرط ہے۔

پس اسجگہہ اس جہگڑے کے فیصلہ کے لئے یہ بیان کرنا تہا کہ نعوذ باللہ عیسیٰؑ لعنتی نہین ہے بلکہ ضرور رفع روحانی اوسکو نصیب ہوا ہے ماسوا اِسکے قرآن شریف مین جو رفع کے پہلے توفی کا لفظ لایا گیا ہے یہ صریح اس بات پر قرینہ ہے کہ یہ وہ رفع ہے جو ہر ایک مومن کو موت کے بعد نصیب ہوتا ہے اور توفی کے یہ معنی کرنا کہ زندہ آسمان پر حضرت عیسیٰؑ اُٹہائے گئے یہ بہی یہودیون کی طرح قرآن شریف کی تحریف

ہے قرآن شریف اور تمام حدیثوں میں توفی کا لفظ قبض روح کے بارہ میں استعمال پایا ہی کسی مقام میں ان معنوں پر استعمال نہیں ہوا کہ کوئی شخص مع جسم زندہ آسمان پر اُٹھایا گیا۔

ماسوا اسکے ان معنوں سے تو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ قرآن شریف میں عیسےٰؑ کی موت کا کہیں ذکر نہیں اور اس نے کبھی مرنا ہی نہیں کیونکہ جس جگہ اور جس مقام میں حضرت عیسیٰؑ کی نسبت توفی کا لفظ ہوگا وہاں یہی معنی کرنے پڑینگے کہ مع جسم آسمان پر چلا گیا یا جائیگا۔ پھر موت اسکی کس طرح ثابت ہوگی۔

علاوہ اسکے اگر دنیا میں دوبارہ انسان آسکتا ہے تو پھر خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو یہودیوں کے سامنے شرمندہ کیوں کیا کیونکہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعویٰ مسیحیت کیا تو یہودیوں نے یہ حجت پیش کی تھی کہ تجھے ہم سچا مسیح نہیں مان سکتے کیونکہ ملاکی نبی کی کتاب میں لکھا ہے کہ وہ سچا مسیح جس کے آنے کا وعدہ دیا گیا ہے جب وہ آئیگا تو ضرور ہے کہ اُس سے پہلے الیاس نبی دوبارہ دنیا میں آوے مگر الیاس نبی ابتک دوبارہ دنیا میں نہیں آیا اسلئے ہم تجھے سچا نہیں سمجھ سکتے۔ تب حضرت مسیح نے اونکو یہ جواب دیا کہ وہ الیاس جو آنے والا تھا وہ یوحنا نبی ہے جسکو اہل اسلام یحیےٰ کرکے پکارتے ہیں اس جواب پر یہود سخت ناراض ہوگئے اور حضرت عیسیٰؑ کو مفتری اور کاذب قرار دیا چنانچہ ابتک وہ اپنی کتابوں میں جو بعض میرے پاس موجود ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کرتے ہیں اور اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ قیامت کے دن ہمیں پوچھے گا کہ اس شخص کو تم نے قبول نہیں کیا تو ہم ملاکی نبی کی کتاب اُس کے آگے رکھدینگے اور عرض کرینگے کہ یا الٰہی جبکہ تو نے صاف لفظوں میں کہدیا تھا کہ جبتک الیاس نبی دوبارہ دنیا میں نہ آوے وہ سچا مسیح جسکا بنی اسرائیل سے وعدہ ہے مبعوث نہیں ہوگا۔ پس الیاس نبی دوبارہ دنیا میں نہ آیا اسلئے ہم نے اس شخص کو قبول نہ کیا ہمیں یہ نہیں کہا گیا تھا کہ جبتک الیاس کا مثیل نہ آوے سچا مسیح نہیں آئیگا بلکہ ہمیں کہا گیا تھا کہ سچے مسیح کے پہلے سچ مچ الیاس کا دوبارہ آنا ضروری ہے سو وہ بات پوری نہ ہوئی ۔

پھر اس کے بعد یہ فاضل یہودی جس کی کتاب میرے پاس ہے اپنی اس دلیل پر بڑا فخر کرکے پبلک کے سامنے اپیل کرتا ہے کہ کیا ایسے مفتری کو کوئی قبول کرسکتا ہے جو تاویلوں سے کام لیتا ہے

اور اپنے اوستاد یوحنا کو خواہ نخواہ الیاس ٹھہراتا ہے پہر اسکے بعد اس نے بڑا جوش ظاہر کیا ہے اور ایسے تحقیر کے الفاظ سے حضرت مسیح کو یاد کرتا ہے جن کی نقل ہم اس جگہ کر نہین سکتے۔ اور اگر قرآن نازل نہ ہوا ہوتا تو اس حجت مین بظاہر یہود حق بجانب معلوم ہوتے تہے کیونکہ ملاکی نبی کے صحیفہ مین درحقیقت یہ الفاظ نہین ہین کہ سچے مسیح کے پہلے مثیل الیاس آئے گا بلکہ صاف لکہا ہے کہ اس مسیح سے پہلے خود الیاس کا دوبارہ آنا ضروری ہے۔ اس صورت مین اگرچہ عیسائی حضرت مسیح کی خدائی کے لئے روتے ہین۔ مگر نبوت بہی ثابت نہین ہو سکتی اور یہودی سچے معلوم ہوتے ہیں پس یہ احسان قرآن شریف کا عیسائیون پر ہے کہ حضرت مسیح کی سچائی ظاہر کردی +

اس جگہ ایک سوال باقی رہتا ہے اور وہ یہ کہ جس حالت مین ملاکی نبی کے صحیفہ مین صاف لفظون مین لکہا ہے کہ جبتک الیاس نبی دوبارہ دنیا مین نہ آوے تب تک وہ سچا مسیح جس کا بنی اسرائیل کو وعدہ دیا گیا ہے دنیا مین نہین آویگا تو پہر اس صورت مین یہود کا کیا قصور تہا جو انہون نے حضرت مسیح کو قبول نہین کیا اور اسکو کافر اور مرتد اور ملحد قرار دیا کیا انکی صحت نیت کے لئے یہ کافی نہین ہے کہ کتاب اللہ کی نص کے موافق انہون نے عملدرآمد کیا۔ ہان اگر ملاکی نبی کے صحیفہ مین مثیل الیاس کے دوبارہ آنے کا ذکر ہوتا تو اس صورت مین یہود ملزم ہو سکتے تہے کیونکہ یہ امر زیادہ بحث کے لایق نہین تہا کہ یحییٰ نبی کو مثیل الیاس قرار دیا جاوے۔

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ یہود خوب جانتے تہے کہ خداتعالی کی یہ عادت نہین ہے کہ کوئی شخص دوبارہ دنیا مین آوے اور اسکی کوئی نظیر پہلے سے موجود نہین تہی لہذا یہ صرف ایک استعارہ تہا جس طرح اور صدہا استعارات خداتعالی کی کتابون مین استعمال پاتے ہین اور ایسے استعارات سے یہود بے خبر نہ تہے۔ پہر علاوہ اسکے ... حضرت عیسی علیہ السلام کے ساتہہ تائیدات الٰہیہ بھی شامل تہین اور فراست صحیحہ کے لئے کافی ذخیرہ تہا کہ یہود ان کو شناخت کر لیتے اور ان پر ایمان لاتے مگر وہ دن بدن شرارت مین بڑہتے گئے اور وہ نور جو صادقون مین ہوتا ہے وہ ضرور انہون نے حضرت عیسٰی مین مشاہدہ کر لیا تہا مگر تعصب اور بخل اور شرارت نے ان کو نہ چہوڑا۔

لیکن یاد رہے کہ یہ سوال تو صرف یہود کے بارہ مین ہوتا ہے جنکو پہلے پہل یہ ابتلا پیش آیا تہا مگر مسلمان اگر تقوے کو اختیار کرتے تو قرآن شریف نے اس ابتلا سے اونکو بچا لیا تہا کیونکہ صاف لفظون مین کہدیا تہا کہ عیسیٰ فوت ہوگیا اور نہ صرف یہی بلکہ سورہ مائدہ مین صاف طور پر سمجہا دیا تہا کہ وہ دوبارہ نہین آئیگا کیونکہ آیت فلما توفیتنی مین یہی ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچہے گا کہ کیا تونے ہی کہا تہا کہ مجہ اور میری مان کو خدا کرکے مانا تو حضرت عیسیٰ جواب دینگے کہ یا الٰہی اگر مینے ایسا کہا ہے تو تجہے معلوم ہوگا کیونکہ تیرے علم سے کوئی چیز باہر نہین۔ مین نے تو صرف وہی کہا تہا جو تونے فرمایا تہا۔ پہر جبکہ تونے مجہے وفات دیدی تو پہر صرف تو ہی انکا نگہبان تہا مجہے اون کے حال کا کیا علم تہا +

اب ظاہر ہے کہ اگر یہہ بات سچ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت سی پہلے دوبارہ دُنیا مین آئینگے اور چالیس برس دُنیا مین ٹہرینگے اور صلیب کو توڑینگے اور عیسائیون کے ساتہ لڑائیان کرینگے تو وہ قیامت کو خدا تعالیٰ کے حضور مین کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ جب تونے مجہے وفات دی تو اسکے بعد مجہے کیا علم ہے کہ عیسائیون نے کونسی راہ اختیار کی اگر وہ یہی جواب دینگے کہ مجہے خبر نہین تو ان سے بڑہکر دُنیا مین کوئی جہوٹہا نہین ہوگا کیونکہ جس شخص کو یہ علم ہے کہ وہ دنیا مین دوبارہ آیا تہا اور عیسائیون کو دیکہا تہا کہ اوسکو خدا سمجہ رہے ہین اور اُسکی پرستش کرتے ہین اور اُن سے لڑائیان کین اور پہر وہ خدا تعالیٰ کے روبرو انکار کرتا ہے کہ مجہی کچہہ بہی خبر نہین کہ میرے بعد انہون نے کیا کیا اس سے زیادہ کاذب کون ٹہر سکتا ہے۔ جواب صحیح تو یہہ تہا کہ ہان میرے خداوند مجہے عیسائیون کی گمراہی کی خوب خبر ہے کیونکہ مین دوبارہ دنیا مین جاکر چالیس برس تک رہا اور صلیب کو توڑا پس میرا کچہہ گناہ نہین ہے۔ جب مجہی معلوم ہوا کہ وہ مشرک ہین تو مین اُسیوقت اُنکا دشمن ہوگیا بلکہ ایسی صورت مین کہ جبکہ قیامت سی پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام چالیس برس تک دنیا مین رہ چکے ہونگے اور ان سب کو سزائین دی ہونگی جو انکو خدا سمجہتے تہے خدا تعالیٰ کا ایسا سوال اُن سے ایک لغو سوال ہوگا کیونکہ جبکہ خدا تعالیٰ کے علم مین یہ بات ہے کہ

اس شخص نے اپنے معبود ٹھہرائے جانے کی اطلاع پاکر ایسے لوگوں کو خوب سزا دی تو پھر ایسا سوال کرنا اسکی شان سے بعید ہے۔ غرض جس قدر مسلمانوں کو خدا تعالےٰ نے یہ کھولکر سنا دیا ہے کہ عیسیٰ فوت ہوگیا ہے اور پھر دنیا میں نہیں آئیگا۔ ہاں اسکا مثیل آنا ضروری ہے اگر اس قسم کی تصریح ملاکی نبی کے صحیفہ میں ہوتی تو یہود ہلاک نہ ہوتے پس بلاشبہ وہ لوگ یہود سے بدتر ہیں کہ جو اس قدر تصریحات خدا تعالیٰ کے پاک کلام میں پاکر پھر حضرت عیسیٰ کے دوبارہ آنے کے منتظر ہیں

ماسوا اسکے ہمارے مخالف مولوی لوگوں کو دھوکہ دیکر یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ قرآن شریف سے اگرچہ نہیں مگر حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئینگے مگر ہمیں معلوم نہیں کہ حدیثوں میں کہاں اور کس جگہ لکھا ہے کہ وہی اسرائیلی نبی جس کا عیسیٰ نام تھا جس پر انجیل نازل ہوئی تھی باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کے پھر دنیا میں آجائیگا اگر صرف عیسیٰ یا ابن مریم کے نام پر دھوکہ کھاتا ہے تو قرآن کریم کی سورۃ تحریم میں اس امت کے بعض افراد کا نام عیسیٰ اور ابن مریم رکھہ دیا گیا ہے۔ ایماندار کے لئے اس قدر کافی ہے کہ اس امت کے بعض افراد کا نام بھی عیسےٰ یا ابن مریم رکھا گیا ہے کیونکہ جب خدا تعالےٰ نے سورۂ موصوفہ میں بعض افراد امت کو مریم سے مشابہت دی اور پھر اسمیں نفخ روح کا ذکر کیا تو صاف ظاہر ہے کہ وہ روح جو مریم میں پھونکی گئی وہ عیسےٰ تھا یہ اس بات کیطرف اشارہ ہے کہ اس امت کا کوئی فرد اول اپنی خداداد تقویٰ کی وجہ سے مریم بنے گا اور پھر عیسےٰ ہو جائیگا جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ نے پہلے میرا نام مریم رکھا اور پھر نفخ روح کا ذکر کیا اور پھر آخر میں میرا نام عیسیٰ رکھہ دیا

اور حدیثوں میں تو صاف لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات میں حضرت عیسیٰ کو مردہ روحوں میں ہی دیکھا آپ عرش تک پہنچ گئے مگر کوئی عیسےٰ نام ایسا نظر نہ آیا جو معہ جسم عنصری علیحدہ تھا دیکھا تو وہی روح دیکھی جو یحییٰ وفات یافتہ کے پاس تھی ظاہر ہے کہ زندوں کو مردوں کے مکان میں گذر نہیں ہو سکتا غرض خدا نے اپنے قول سے حضرت عیسیٰ کی وفات پر گواہی دی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فعل سے یعنی رویت سے دہی گواہی دیدی۔ اگر اب بھی کوئی نہ سمجھے تو پھر اس سے خدا سمجھے گا۔

ماسوا اس کے یہود سے زیادہ انکو تجربہ ہو چکا ہے کہ خدا تعالی کی عادت نہین ہے کہ دوبارہ دنیا مین لوگون کو بھیجا کرے ورنہ ہمین عیسیٰ کی نسبت حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلعم کے دوبارہ دنیا مین آنے کی زیادہ ضرورت تھی اور اسی مین ہماری خوشی تھی مگر خدا تعالی نے اِنَّكَ مَيِّتٌ کہکر اس امید سے محروم کر دیا۔ یہ بات سوچنے کے لائق ہے کہ اگر دوبارہ دنیا میں آنے کا دروازہ کھلا تھا تو خدا تعالی نے کیون چند روز کے لئے الیاس نبی کو دوبارہ دنیا مین نہ بھیجا اور اس طرح پر لاکھون یہودیون کو واصل جہنم کیا۔ آخر حضرت مسیح نے آپ ہی یہ فیصلہ دیا کہ دوبارہ آنے سے کسی مثیل کا آنا مراد ہے یہ فیصلہ اب تک انجیلون مین لکھا ہوا موجود ہے۔ پھر جو بات ایک مرتبہ طے پا چکی ہے اور جو راہ خطرناک ثابت ہو چکا ہے اسی راہ پر پھر قدم مارنا عقلمندون کا کام نہین ہے، یہودیون نے اس بات پر ضد کر کے کہ الیاس نبی دوبارہ دنیا مین آئے گا بجز کفر اور روسیاہی کے کیا فائدہ اٹھایا تا اس زمانہ کے مسلمان اس فائدہ کی توقع رکھین جس سوراخ سے ایک بڑا گروہ کاٹا گیا اور ہلاک ہو چکا ہے پھر کیون یہ لوگ اسی سوراخ مین ہاتھ ڈالتے ہین۔ کیا حدیث لایلدغ المومن من جحر واحد مرتین یاد نہین۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انہون نے مرنا بھلا دیا ہے وہ لوگ جس سورت کو پانچ وقت اپنی نمازون مین پڑھتے ہین یعنے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کیون اسکے معنون مین غور نہین کرتے اور کیون یہ نہین سوچتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر بھی بعض صحابہ کو یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ دنیا مین آئین گے مگر حضرت ابوبکر نے یہ آیت پڑھکر کہ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اس خیال کو رفع دفع کر دیا۔ اور اس آیت کے یہ معنے سمجھائے کہ کوئی نبی نہین جو فوت نہین ہو چکا پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی فوت ہو جائین تو کوئی افسوس کی جگہ نہین یہ امر سب کے لئے مشترک ہے۔

ظاہر ہے کہ اگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلون مین یہ خیال ہوتا کہ عیسے آسمان پر چھ سو برس سے زندہ بیٹھا ہے تو وہ ضرور حضرت ابوبکر کے آگے یہ خیال پیش کرتے لیکن اس روز سب نے مان لیا

کہ سب نبی مر چکے ہیں اور اگر کسی کے دل میں یہ خیال بھی تھا کہ عیسیٰ زندہ ہے تو اُس نے اس خیال کو ایک ردّی چیز کی طرح اپنے دل سے باہر پھینک دیا یہ میں نے اِس لئے کہا کہ ممکن ہے کہ عیسائی مذہب کے قرب وجوار کے اثر کی وجہ سے کوئی ایسا شخص جو غبی ہوا اور جسکی درایت صحیح نہ ہو یہ خیال رکھتا ہو کہ شاید عیسےٰ ابتک زندہ ہی ہے مگر اسمیں کچھہ شک نہیں کہ اس وعظ صدیقی کے بعد کل صحابہ اس بات پر متفق ہوگئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے جتنے نبی تھے سب مرچکے ہیں اور یہہ پہلا اجماع تہا جو صحابہ میں ہوا اور صحابہ رضی اللہ عنہم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مین محو تھے کیونکر اس بات کو قبول کر سکتے تہے کہ باوجودیکہ ان کے بزرگ نبی نے جو تمام نبیوں کا سردار ہے چوسٹھ برس کی بہی پوری عمر نہ پائی مگر عیسےٰ چہہ سو برس سے آسمان پر زندہ بیٹھا ہے ہرگز ہرگز محبت نبوی فتوے نہین دیتی کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت بالتخصیص ایسی فضیلت قایم کرتے لعنت ہے ایسی اعتقاد پر جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین لازم آوے۔ وہ لوگ تو عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہے وہ تو اس بات کے سُننے سے زندہ ہی مرجاتے کہ انکا پیارا رسول فوت ہوگیا مگر عیسےٰ آسمان پر زندہ بیٹھا ہے وہ رسول نہ ان کو بلکہ خدا تعالیٰ کو بہی تمام نبیوں سے زیادہ پیارا تہا اسی وجہ سے جب عیسائیوں نے اپنی بدقسمتی سے اس رسول مقبول کو قبول نہ کیا اور اُس کو اتنا اوڑایا کہ خدا بنا دیا تو خدا تعالیٰ کی غیرت نے تقاضا کیا کہ **ایک غلام غلمان محمدی** سے یعنے یہ عاجز اس کا مثیل کرکے **اس امت** مین سے پیدا کیا اور اسکی نسبت اپنے فضل اور انعام کا زیادہ اوس کو حصہ دیا تا عیسائیون کو معلوم ہو کہ **تمام فضل خدا تعالےٰ کے اختیار مین ہے۔**

غرض عیسےٰ بن مریم کے مثیل آنے کی ایک یہ بہی غرض تہی کہ اُسکی خدائی کو **پاش پاش** کردیا جائے اِنسان کا آسمان پر جاکر مع جسم عنصری آباد ہونا ایسا ہی سنت اللہ کے خلاف ہے جیسے کہ **فرشتے مجسم ہوکر زمین پر آباد ہوجائین** ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا۔

پھر یہ نادان قوم نہیں سوچتی کہ جس حالت میں صلیب دینے کے وقت ابھی تبلیغ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ناتمام تھی اور ابھی دس قومیں یہود کی دوسرے ملکوں میں باقی تھیں جو اُن کے نام سے بھی بے خبر تھیں تو پھر حضرت عیسے کو یہ کیا سوجھی کہ اپنا منصبی کام ناتمام چھوڑ کر آسمان پر جا بیٹھے۔ پھر تعجب کہ اسلامی کتابوں میں تو حضرت عیسے کو نبی سیاح لکھا ہے مگر وہ تو صرف ساڑھے تین برس اپنے ہی گاؤں میں رہ کر راہی ملک سماوی ہوے۔

ظاہر ہے کہ جبکہ صرف بیہودہ قصوں پر بھروسہ کر کے حضرت عیسیٰ کو خدا مانا جاتا ہے۔ پھر اگر وہ یہ کرشمہ بھی دکھلا دیں کہ آسمان سے معہ فرشتوں کے اُتریں تو اس وقت کیا حال ہوگا۔ یاد رہے کہ جو شخص اترنے والا تھا وہ عین وقت پر اُتر آیا اور آج تمام نوشتے پورے ہو گئے تمام نبیوں کی کتابیں اسی زمانہ کا حوالہ دیتی ہیں عیسائیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ اسی زمانہ میں مسیح موعود کا آنا ضروری تھا اُن کتابوں میں صاف طور پر لکھا تھا کہ آدم سے چھٹے ہزار کے اخیر پر مسیح موعود آئے گا سو چھٹے ہزار کا اخیر ہو گیا۔ اور لکھا تھا کہ اس سے پہلے ذوالسنین ستارہ نکلیگا سو مدت ہوئی کہ نکل چکا اور لکھا تھا کہ اُس کے ایام میں سورج اور چاند کو ایک ہی مہینہ میں جو رمضان کا مہینہ ہوگا گرہن لگیگا سو مدت ہوئی کہ یہ پیشگوئی بھی پوری ہو چکی اور لکھا تھا کہ اس کے زمانہ میں ایک بڑے جوش سے طاعون پیدا ہوگی اسکی خبر انجیل میں بھی موجود ہے سو دیکھتا ہوں کہ طاعون نے اب تک پیچھا نہیں چھوڑا۔ اور قرآن شریف اور احادیث اور پہلی کتابوں میں لکھا تھا کہ اسکے زمانہ میں ایک نئی سواری پیدا ہوگی جو آگ سے چلیگی اور انہیں دنوں میں اونٹ بیکار ہو جائینگے اور یہ آخری حصہ کی حدیث صحیح مسلم میں بھی موجود ہے سو وہ سواری ریل ہے جو پیدا ہو گئی اور لکھا تھا کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئیگا سو صدی میں سے بھی اکیس برس گذر گئے۔ اب ان تمام نشانوں کے بعد جو شخص مجھے رد کرتا ہے وہ مجھے نہیں بلکہ تمام نبیوں کو رد کرتا ہے اور خدا تعالیٰ سے جنگ کر رہا ہے اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اسکے لئے بہتر تھا۔

خوب یاد رکھو کہ تمام خرابی اور تباہی جو اسلام مین پیدا ہوئی یہان تک کہ اسی ملک ہندوستان مین ۲۹ لاکھہ انسان مرتد ہوکر عیسائی ہوگیا اس کا سبب یہی تہا کہ مسلمان حضرت عیسےؑ کی نسبت بیجا اور مبالغہ آمیز امیدین رکھہ کر اور ان کو ہر یک صفت مین خصوصیت دے کر قریب قریب عیسائیون کے پہونچ گئے۔ یہانتک کہ جو کچھہ بعض انسانی صفات وہ حضرت سیدنا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت تجویز کرتے ہین اگر کسی تاریخی کتاب مین اسی قسم کے صفات حضرت عیسے علیہ السلام کی نسبت لکھے ہون تو توبہ توبہ کر اٹھتے ہین۔ مثلاً ظاہر ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بسا اوقات بیمار بھی ہو جاتے تھے اور آپ کو تپ بھی آجاتا تہا اور آپ دوا بھی کرتے تھے اور بسا اوقات سِنگیان بچہپ کے ساتہہ لگواتے تھے۔ لیکن اگر اسی کے مشابہ حضرت مسیح کی نسبت لکھا ہو کہ وہ تپ مین یا کسی اور بیماری مین گرفتار ہوگئے اور ان کو اٹھا کر کسی ڈاکٹر کے پاس لے گئے تو فی الفور چونک اُٹھین گے کہ یہ مسیح کی شان سے بعید ہے حالانکہ وہ صرف ایک عاجز انسان تہا اور تمام انسانی ضعفون سے پورا حصہ رکھتا تہا۔ اور وہ اپنے چار بہائی حقیقی اور رکہتا تہا۔ جو بعض اس کے مخالف تہے۔ اور اس کی حقیقی ہمشیرہ دو تھین۔ کمزور سا آدمی تھا جسکو صلیب پر محض دو میخو نکے ٹھوکنے سے غش آگیا۔ ہائے افسوس اگر مسلمان حضرت عیسے کی نسبت قرآن شریف کے قول پر چلتے اور ان کو وفات یافتہ یقین رکھتے اور جیساکہ قرآن کا منشاء ہے ان کا دوبارہ آنا ممتنع سمجھتے تو اسلام مین یہ تباہی نہ آتی جو آگئی اور عیسائیت کا جلد تر خاتمہ ہو جاتا۔ شکر للّٰہ کہ اسوقت خدا نے آسمان سے اسلام کا ہاتہہ پکڑ لیا۔

یہ وہ باتین تھین جو مین نے صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف صاحب کو کہین اور وہ امر جو آخر مین ان کو سمجہایا وہ یہ تہا کہ حضرت عیسے علیہ السلام مین مذہبی پہلو کے رو سے سولہ[۱۶] خصوصیتین ہین (۱) اول یہ کہ وہ بنی اسرائیل کے لئے ایک موعود نبی تہا جیساکہ اسپر اسرائیلی نبیون کے صحیفے گواہ ہین (۲) دوسری یہ کہ مسیح ایسے وقت مین آیا تہا جبکہ یہودی اپنی سلطنت کھو چکے تھے یعنی اس ملک مین یہودیون کی کوئی سلطنت نہین رہی تھی گو ممکن تہا کہ کسی اور ملک مین جہان بعض فرقے یہود کے چلے گئے تھے کوئی حکومت ان کی قائم ہوگئی ہو جیساکہ سمجہا جاتا ہے کہ افغان اور ایسا ہی کشمیری بھی یہود مین سے ہین جن کا اسلام

قبول کرنے کے بعد سلاطین میں داخل ہونا ایک ایسا واقعہ ہے جس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ بہرحال حضرت مسیح کے ظہور کے وقت اس حصۂ ملک سے یہود کی سلطنت جاتی رہی تھی اور وہ رومی سلطنت کے ماتحت زندگی بسر کرتے تھے اور رومی سلطنت کو انگریزی سلطنت سے بہت مشابہت تھی۔ (۳) تیسری یہ کہ وہ ایسے وقت میں آیا تھا کہ جبکہ یہودی بہت سے فرقوں پر منقسم ہو چکے تھے اور ہر یک فرقہ دوسرے فرقہ کا مخالف تھا اور ان سب میں باہم سخت عناد اور خصومتیں پیدا ہو گئی تھیں اور توریت کے اکثر احکام بباعث ان کے کثرت اختلافات کے مشتبہ ہو گئے تھے صرف وحدانیت الٰہی میں وہ باہم اتفاق رکھتے تھے باقی اکثر مسائل جزئیہ میں وہ ایک دوسرے کے دشمن تھے اور کوئی واعظ ان میں باہم صلح نہیں کرا سکتا تھا اور نہ ان کا فیصلہ کر سکتا تھا اس صورت میں وہ ایک آسمانی حکم یعنے فیصلہ کنندہ کے محتاج تھے جو خدا سے جدید وحی پاکر اہل حق کی حمایت کرے اور قضا و قدر سے ایسی ضلالت کی ملونی ان کے کل فرقوں میں ہو گئی تھی جو خالص طور پر ان میں ایک بھی اہل حق نہیں کہلا سکتا تھا۔ ہر ایک فرقہ میں کچھ نہ کچھ جھوٹ اور افراط و تفریط کی آمیزش تھی۔ پس یہی وجہ پیدا ہو گئی تھی کہ یہود کے تمام فرقوں نے حضرت مسیح کو دشمن پکڑ لیا تھا۔ اور ان کی جان لینے کی فکر میں ہو گئے تھے کیونکہ ہر یک فرقہ چاہتا تھا کہ حضرت مسیح پورے طور پر ان کا مصدق ہو اور ان کو راستباز اور نیک چلن خیال کرے اور ان کے مخالف کو جھوٹا کہے اور ایسا مداہنہ خدا تعالےٰ کے نبی سے غیر ممکن تھا۔ (۴) چہارم یہ کہ مسیح ابن مریم کے لئے جہاد کا حکم نہ تھا اور حضرت موسےٰ ؑ کا مذہب یونانیوں اور رومیوں کی نظر میں اس وجہ سے بہت بدنام ہو چکا تھا کہ وہ دین کی ترقی کے لئے تلوار سے کام لیتا ہے گو کسی بہانہ سے۔ چنانچہ ابتک ان کی کتابوں میں موسےٰ ؑ کے مذہب پر برابر یہ اعتراض ہیں کہ کئی لاکھ شیر خوار بچے اس کے حکم اور نیز اس کے خلیفہ یشوع کے حکم سے جو اسکا جانشین تھا قتل کئے گئے اور پھر داؤد ؑ اور دوسرے نبیوں کی لڑائیاں بھی اس اعتراض کو چمکاتی تھیں پس انسانی فطرتیں اس سخت حکم کو برداشت نہ کر سکیں اور جب یہ خیالات غیر مذہب والوں کے انتہا تک پہنچ گئے تو خدا تعالےٰ نے چاہا کہ ایک ایسا نبی بھیج کر جو صرف صلح اور امن سے مذہب کو پھیلائے توریت پر سے وہ نکتہ چینی اٹھا دے جو غیر قوموں نے کی تھی۔ سو وہ صلح کا نبی عیسےٰ ؑ ابن مریم تھا۔ (۵) پانچویں یہ

حضرت عیسےٰ کیوقت مین یہودیون کے علماء کا عموماً چال چلین بہت بگڑ چکا تھا اور ان کا قول اور فعل باہم مطابق نہ تھا۔ ان کی نمازین اور ان کے روزے محض ریاکاری سے پُر تھے اور وہ جاہ طلب علماء رومی سلطنت کے نیچے ایسے دنیا کے کیڑے ہو چکے تھے کہ تمام ہمتین ان کی اسی مین مصروف ہو گئی تھین کہ مکر سے یا خیانت سے یا دغا سے یا جھوٹی گواہی سے یا جھوٹے فتوون سے دنیا کماوین ان مین بجز زاہدانہ لباس اور بڑے بڑے جُبّون کے ایک ذرہ روحانیت باقی نہین رہی تھی وہ رومی سلطنت کے حکام سے بھی عزت پانے کے بہت خواہان تھے اور طرح طرح کے جوڑ توڑ اور جھوٹی خوشامد سے سلطنت سے عزت اور کسی قدر حکومت حاصل کر لی تھی اور چونکہ ان کی دنیا ہی دنیا رہ گئی تھی اس لئے وہ اس عزت سے جو توریت پر عمل کرنے سے آسمان پر مل سکتی تھی بالکل لاپروا ہو کر دنیا پرستی کے کیڑے بن گئے تھے اور تمام فخر دنیا کی وجاہت مین ہی سمجھتے تھے اور اسی وجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ملک کے گورنر پر جو رومی سلطنت کیطرف سے تھا کسی قدر ان کا دباؤ بھی تھا کیونکہ ان کے بڑے بڑے دنیا پرست مولوی دور دراز سفر کر کے قیصر کی ملاقات بھی کرتے تھے اور سلطنت سے تعلقات بنا رکھے تھے اور کئی لوگ ان مین سے سلطنت کے وظیفہ خوار بھی تھے اسی بنا پر وہ لوگ اپنے تئین سلطنت کے بڑے خیر خواہ جتلاتے تھے اس لئے وہ اگرچہ ایک نظر سے زیر نگرانی بھی تھے مگر خوشامدانہ طریقون سے انہون نے قیصر اور اس کے بڑے حکام کو........ اپنی نسبت بہت نیک ظن بنا رکھا تھا انہین چالبازیون کی وجہ سے علماء ان مین سے سلطنت کے حکام کی نظر مین معزز سمجھے جاتے تھے اور کرسی نشین تھے لہذا وہ غریب گلیل کا رہنے والا جس کا نام یسوع بن مریم تھا۔ ان شریر لوگون کے لئے بہت کو فتنہ خاطر کیا گیا اس کے منہ پر نہ صرف تھوکا گیا بلکہ گورنر کے حکم سے اس کو تازیانے بھی مارے گئے۔ وہ چورون اور بدمعاشون کے ساتھ حوالات مین دیا گیا۔ حالانکہ اس کا ایک ذرہ قصور نہ تھا صرف گورنمنٹ کیطرف سے یہودیون کی ایک دلجوئی تھی کیونکہ سلطنت کی حکمت عملی کا یہ اصول ہے کہ گروہ کثیر کی رعایت رکھی جائے سو اس غریب کو کون پوچھتا تھا۔ یہ

عدالت تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آخر وہ یہودیون کے مولویون کے سپرد ہوا اور انہون نے اس کو صلیب پر
چڑھا دیا ایسی عدالت پر خدا جو زمین و آسمان کا مالک ہے لعنت کرتا ہے مگر افسوس ان حکومتون پر جنکی
آسمان کے خدا پر نظر نہیں یون بگفتن پیلاطوس جو اس ملک کا گورنر تھا مع اپنی بیوی کے حضرت
عیسٰی کا مرید تھا اور چاہتا تھا کہ اسے چھوڑ دے مگر جب زبردست یہودیون کے علمانے جو قیصر کی
طرف سے بباعث اپنی دنیاداری کے کچھ عزت رکھتے تھے اس کو یہ کہہ کر دھمکایا کہ اگر تو اس شخص
کو سزا نہیں دے گا تو ہم قیصر کے حضور مین تیرے پر فریاد کرین گے تب وہ ڈر گیا کیونکہ بزدل تھا اپنی ارادت
پر قائم نہ رہ سکا۔ یہ خوف اس لیئے اس کے دامن گیر ہوا کہ بعض معزز علماء یہود نے قیصر تک اپنی رسائی
بنا رکھی تھی اور پوشیدہ طور پر حضرت عیسٰےؑ کی نسبت یہ مخبری کرتے تھے کہ یہ مفسد اور درپردہ گورنمنٹ
کا دشمن ہے اور اپنی ایک جمعیت بنا کر قیصر پر حملہ کرنا چاہتا ہے بظاہر یہ مشکلات بھی پیش تھین کہ
اس سادہ اور غریب انسان کو قیصر اور اس کے حکام سے کچھ تعلق نہ تھا اور ریاکارون اور دنیا طلبون
کی طرح ان سے کچھ تعارف نہ تھا اور خدا پر بھروسہ رکھتا تھا اور اکثر علمائے یہود اپنی دنیا پرستی اور چال بازی
اور خوشامدانہ وضع سے سلطنت مین دھنس گئے تھے وہ سلطنت کے درحقیقت دوست نہ تھے مگر معلوم ہوتا
ہے کہ سلطنت اس دھوکے مین ضرور آگئی تھی کہ وہ دوست ہین اس لیئے ان کی خاطر سے ایک بیگناہ خدا
کا نبی ہر ایک طرح سے ذلیل کیا گیا مگر وہ جو آسمان سے دیکھتا اور دلون کا مالک ہے وہ تمام شرارت
پیشہ اس کی نظر سے محجوب نہ تھے آخر انجام یہ ہوا کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام کو صلیب پر چڑھا دئے جانیکے
بعد خدا نے مرنے سے بچا لیا اور ان کی وہ دعا منظور کر لی جو انہون نے دردِ دل سے باغ مین کی تھی
جیسا کہ لکھا ہے کہ جب مسیح کو یقین ہو گیا کہ یہ خبیث یہودی میری جان کے دشمن ہین اور مجھے نہیں
چھوڑتے تب وہ ایک باغ مین رات کے وقت جا کر زار زار رویا اور دعا کی کہ یا الٰہی اگر تو یہ پیالہ مجھ سے
ٹال دے تو تجھ سے بعید نہیں تو جو چاہتا ہے کرتا ہے اس جگہ عربی انجیل مین یہ عبارت لکھی ہے۔ فبکی بدموع
جاریۃ وعبرات متحدرۃ فسمع لتقوٰہ یعنے یسوع مسیح اس قدر رویا کہ دعا کرتے کرتے اسکے
مونہہ پر آنسو رواں ہو گئے اور وہ آنسو پانی کی طرح اسکے رخسارون پر بہنے لگے اور وہ سخت رویا

اور سخت دردناک ہوا تب اس کے تقوے کیوجہ سے اس کی دعا سنی گئی اور خدا کے فضل نے کچھہ اسباب پیدا کر دئے کہ وہ صلیب پر سے زندہ اتار اگیا اور پھر پوشیدہ طور پر باغبانوں کی شکل بنا کر اس باغ سے جہان وہ قبر مین رکھا گیا تھا باہر نکل آیا اور خدا کے حکم سے دوسرے ملک کی طرف چلا گیا اور ساتھہ ہی اس کی ماں گئی جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے وآویناھما الی ربوۃ ذات قرار و معین یعنے اس مصیبت کے بعد جو صلیب کی مصیبت تھی ہم نے مسیح اور اس کی ماں کو ایسے ملک مین پہنچا دیا جس کی زمین بہت اونچی تھی اور صاف پانی تھا اور بڑے آرام کی جگہ تھی۔ اور احادیث مین آیا ہے کہ اس واقعہ کے بعد عیسے ابن مریم نے ایک سو بیس برس عمر پائی اور پھر فوت ہو کر اپنے خدا کو جا ملا۔ اور دوسرے عالم مین پہونچ کر یحییٰ کا ہم نشین ہوا کیونکہ اس کے واقعہ اور یحییٰ نبی کے واقعہ کو باہم مشابہت تھی۔ اس مین کچھہ شک نہین کہ وہ نیک انسان تھا اور نبی تھا مگر اسے خدا کہنا کفر ہے۔ لاکھون انسان دنیا مین ایسے گذر چکے ہین اور آیندہ بھی ہون گے۔ خدا کسی کے برگزیدہ کرنے مین کبھی نہین تھکا اور نہ تھکے گا۔ (۶) چھٹی خصوصیت یہ ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام قیصر روم کی عملداری کے ماتحت مبعوث ہوئے تھے (۷) ساتوین خصوصیت یہ ہے کہ رومی سلطنت کو مذہب عیسوی سے مخالفت تھی مگر اخیری نتیجہ یہ ہوا کہ مذہب عیسائی قیصری قوم مین گھس گیا یہان تک کہ کچھہ مدت کے بعد خود قیصر روم عیسائی ہو گیا (۸) آٹھوین خصوصیت یہ ہے کہ یسوع مسیح کے وقت مین جس کو اہل اسلام عیسے کہتے ہین ایک نیا ستارہ نکلا تھا (۹) نوین خصوصیت یہ ہے کہ جب اس کو صلیب پر چڑھایا گیا تو سورج کو گرہن لگا تھا (۱۰) دسوین خصوصیت یہ ہے کہ اس کو دُکھہ دینے کے بعد یہودیون مین سخت طاعون پھیلی تھی (۱۱) گیارہوین خصوصیت یہ ہے کہ اس پر مذہبی تعصب سے مقدمہ بنایا گیا اور یہ بھی ظاہر کیا گیا کہ وہ سلطنت روم کا مخالف اور بغاوت پر آمادہ ہے (۱۲) بارھوین خصوصیت ہے کہ جب وہ صلیب پر چڑھایا گیا تو اس کے ساتھہ ایک چور بھی صلیب پر لٹکایا گیا (۱۳) تیرھوین خصوصیت ہے کہ جب وہ پیلاطوس کے سامنے سزائے موت کے لئے پیش کیا گیا تو پیلاطوس نے کہا کہ مین اس کا کوئی گناہ نہین

پاتا۔ (۱۴) چودھوین خصوصیت یہ کہ اگرچہ وہ باپ کے نہ ہونے کی وجہ سے بنی اسرائیل مین سے نہ تھا۔ مگر ان کے سلسلہ کا آخری پیغمبر تھا جو موسےؑ کے بعد چودھوین صدی مین ظاہر ہوا۔ (۱۵) پندرھوین خصوصیت یہ کہ یسوع بن مریم کے وقت مین جو قیصر تھا اس کے عہد مین بہت سی نئی باتین رعایا کے آرام اور ان کے سفر وحضر کی سہولت کے لئے نکل آئی تھین۔ سڑکین بنائی گئی تھین اور سرائین تیار کی گئی تھین اور عدالت کے نئے طریقے وضع کئے گئے تھے جو انگریزی عدالت سے مشابہ تھے (۱۶) سولھوین خصوصیت مسیح مین یہ تھی کہ بن باپ پیدا ہونے مین آدم سے مشابہ تھی۔ یہ سولہ خصوصیتین ہین جو موسوی سلسلہ مین حضرت عیسے علیہ السلام مین رکھی گئی تھین۔ پھر جبکہ خدا تعالےٰ نے موسوی سلسلہ کو ہلاک کر کے محمدی سلسلہ قائم کیا جیسا کہ نبیون کے صحیفون مین وعدہ دیا گیا تھا تو اس حکیم وعلیم نے چاہا کہ اس سلسلہ کے اول اور آخر دونون مین مشابہت تامہ پیدا کرے تو پہلے اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما کر مثیل موسےؑ قرار دیا جیسا کہ آیت انا ارسلنا الیکم رسولًا شاھدًا علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولًا سے ظاہر ہے حضرت موسےؑ نے کافرون کے مقابل پر تلوار اٹھائی تھی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اسوقت جبکہ مکہ سے نکالے گئے اور تعاقب کیا گیا مسلمانون کی حفاظت کے لئے تلوار اٹھائی۔ ایسا ہی حضرت موسےؑ کی نظر کے سامنے سخت دشمن ان کا جو فرعون تھا غرق کیا گیا۔ اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے سخت دشمن آپ کا جو ابوجہل تھا ہلاک کیا گیا۔ ایسا ہی اور بہت سی مشابہتین ہین جن کا ذکر کرنا موجب طول ہے یہ تو سلسلہ کے اول مین مشابہتین ہین مگر ضروری تھا کہ سلسلہ محمدی کے آخری خلیفہ مین بھی سلسلہ موسویہ کے آخری خلیفہ سے مشابہت ہوتا خدا تعالےٰ کا یہ فرمانا کہ سلسلہ محمدیہ باعتبار امام سلسلہ اور خلفاء سلسلہ کے سلسلہ موسویہ سے مشابہ ہے ٹھیک ہو اور ہمیشہ مشابہت اول اور آخر مین دیکھی جاتی ہے اور درمیانی زمانہ جو ایک طویل مدت ہوتی ہے گنجایش نہین رکھتا کہ پوری پوری نظر سے اسکی جانچا جائے مگر اول اور آخر کی مشابہت سے یہ قیاس پیدا ہو جاتا ہے کہ درمیان مین بھی ضرور مشابہت ہو گی گو نظر عقلی اس کی پوری

پڑتال سے قاصر رہے۔ اور ابھی ہم لکھ چکے ہین کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام مین مذہبی پہلو کے رو سے سولہ خصوصیتین تھین جن کا اسلام کے آخری خلیفہ مین پایا جانا ضروری ہے تا اس مین اور حضرت عیسےٰ مین مشابہت تامہ ثابت ہو۔ پس اول موعود ہونے کی خصوصیت ہے اسلام مین اگرچہ ہزارہا ولی اور اہل اللہ گذرے ہین۔ مگر ان مین کوئی موعود نہ تھا۔ لیکن وہ جو مسیح کے نام پر آنے والا تھا وہ موعود تھا۔ ایسا ہی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے پہلے کوئی نبی موعود نہ تھا صرف مسیح موعود تھا۔ دوم۔ خصوصیت سلطنت کے برباد ہو چکنے کی ہے۔ پس اس مین کیا شک ہے کہ جیسا کہ حضرت عیسےٰ بن مریم سے کچھ دن پہلے اس ملک سے اسرائیلی سلطنت جاتی رہی تھی ایسا ہی اس آخری مسیح کی پیدائش سے پہلے اسلامی سلطنت بباعث طرح طرح کی بدچلنیون کے ملک ہندوستان سے اُٹھ گئی تھی اور انگریزی سلطنت اس کی جگہ قائم ہو گئی تھی۔ سوم۔ خصوصیت جو پہلے مسیح مین پائی گئی وہ یہ ہے کہ اس کے وقت مین یہود لوگ بہت سے فرقون پر منقسم ہو گئے تھے اور بالطبع ایک حکم کے محتاج تھے تا ان مین فیصلہ کرے ایسا ہی آخری مسیح کے وقت مین مسلمانون مین کثرت سے فرقے پھیل گئے تھے چہارم خصوصیت جو پہلے مسیح مین تھی وہ یہ ہے کہ وہ جہاد کے لئے مامور نہ تھا ایسا ہی آخری مسیح جہاد کے لئے مامور نہین ہے اور کیونکر مامور ہو زمانہ کی رفتار نے قوم کو متنبہ کر دیا ہے۔ کہ تلوار سے کوئی دل تسلی نہین پا سکتا اور اب مذہبی امور کے لئے کوئی مہذب تلوار نہین اٹھاتا اور اب زمانہ جس صورت پر واقع ہے خود شہادت دے رہا ہے کہ مسلمانون کے وہ فرقے جو مہدی خونی یا مسیح خونی کے منتظر ہین وہ سب غلطی پر ہین۔ اور ان کے خیالات خدا تعالےٰ کی منشاء کے برخلاف ہین اور عقل بھی یہی گواہی دیتی ہے کیونکہ اگر خدا تعالےٰ کا یہ منشاء ہوتا کہ مسلمان دین کے لئے جنگ کرین تو موجودہ وضع کی لڑائیون کے لئے سب سے فائق مسلمان ہوتے وہی توپون کی ایجاد کرتے وہی نئی نئی بندوقون کے موجد ٹھہرتے اور انہین کو فنون حرب مین ہر یک پہلو سے کمال بخشا جاتا یہان تک کہ آیندہ زمانہ کے جنگون کے لئے انہین کو غبارہ

بنانے کی سوجھتی اور وہی آب دوز کشتیاں جو پانی کے اندر چوٹین کرتی ہیں بناتے اور دنیا کو حیران کرتے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ دن بدن عیسائی ان باتوں میں ترقی کر رہے ہیں اس سے ظاہر ہے کہ خدا تعالےٰ کا یہ منشاء نہیں ہے کہ لڑائیوں کے ذریعہ سے اسلام پھیلے ہاں عیسائی مذہب دلائل کے رو سے دن بدن سُست ہوتا جاتا ہے اور بڑے بڑے محقق تثلیث کے عقیدہ کو چھوڑتے جاتے ہیں یہاں تک کہ جرمن کے بادشاہ نے بھی اس عقیدہ کے ترک کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ.... محض دلائل کے ہتھیار سے عیسائی تثلیث کے عقیدہ کو زمین پر سے نابود کرنا چاہتا ہے۔ یہ قاعدہ ہے کہ جو پہلو ہونہار ہوتا ہے پہلے سے اس کے علامات شروع ہو جاتے ہیں۔ سو مسلمانوں کے لئے آسمان سے حربی فتوحات کی کچھ علامات ظاہر نہیں ہوئیں۔ البتہ مذہبی دلائل کی علامات ظاہر ہوئی ہیں۔ اور عیسائی مذہب خود بخود پگھلتا جاتا ہے اور قریب ہے کہ جلد تر صفحہ دنیا سے نابود ہو جائے (۵) پنجم خصوصیت جو پہلے مسیح میں تھی وہ یہ ہے کہ اس کے زمانہ میں یہودیوں کا چال چلن بگڑ گیا تھا۔ بالخصوص اکثران کے جو علماء کہلاتے تھے وہ سخت مکار اور دنیا پرست اور دنیا کے لالچوں میں اور دنیوی عزتوں کی خواہشوں میں غرق ہو گئے تھے۔ ایسا ہی آخری مسیح کے وقت میں عام لوگوں اور اکثر علماء اسلام کی حالت ہو رہی ہے مفصل لکھنے کی کچھ حاجت نہیں (۶) چھٹی خصوصیت یعنے یہ کہ حضرت مسیح قیصر روم کے ماتحت مبعوث ہوئے تھے سو اس خصوصیت میں آخری مسیح کا بھی اشتراک ہے کیونکہ میں بھی قیصر کی عملداری کے ماتحت مبعوث ہوا ہوں یہ قیصر اس قیصر سے بہتر ہے جو حضرت مسیح کے وقت میں تھا۔ کیونکہ تاریخ میں لکھا ہے کہ جب قیصر روم کو خبر ہوئی کہ اس کے گورنر پیلاطوس نے حیلہ جوئی سے مسیح کو اس سزا سے بچا لیا ہے کہ وہ صلیب پر مارا جائے اور روپوش کر کے کسی طرف فراری کر دیا ہے تو وہ بہت ناراض ہوا اور یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یہ مخبری یہودیوں کے مولویوں نے ہی کی تھی کہ پیلاطوس نے ایک قیصر کے باغی کو

مفرور کرادیا ہے تو اس مخبری کے بعد فی الفور پیلاطوس قیصر کے حکم سے جیل خانہ مین ڈالا گیا اور آخری نتیجہ یہ ہوا کہ جیلخانہ مین ہی اس کا سر کاٹا گیا اور اس طرح پر پیلاطوس مسیح کی محبت مین شہید ہوا اس سے معلوم ہوا کہ اہل حکم اور سلطنت اکثر دین سے محروم رہ جاتی ہین ۔ اس نادان قیصر نے یہودیون کے علماء کو بہت معتبر سمجھا اور ان کی عزت افزائی کی اور ان کی باتون پر عمل کیا اور حضرت مسیح کے قتل کئے جانے کو مصلحت ملکی قرار دیا مگر جہان تک میرا خیال ہے اب زمانہ بہت بدل گیا ہے اس لئے ہمارا قیصر بمراتب اس قیصر سے بہتر ہے جو ایسا جاہل اور ظالم تھا (۷) ساتوین خصوصیت یہ کہ مذہب عیسائی آخر قیصری قوم مین گھس گیا سو اس خصوصیت مین بھی آخری مسیح کا اشتراک ہے کیونکہ مین دیکھتا ہون کہ یورپ اور امریکہ مین میرے دعوے اور دلائل کو بڑی دلچسپی سے دیکھا جاتا ہے اور ان لوگون نے خود بخود صدہا اخبار مین میرے دعوے اور دلائل کو شائع کیا ہے اور میری تائید اور تصدیق مین ایسے الفاظ لکھے ہین کہ ایک عیسائی کے قلم سے ایسے الفاظ کا نکلنا مشکل ہے یہان تک کہ بعض نے صاف لفظون مین لکھدیا ہے کہ یہ شخص سچا معلوم ہوتا ہے اور بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ درحقیقت یسوع مسیح کو خدا بنانا ایک بھاری غلطی ہے اور بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس وقت مسیح موعود کا دعوے عین وقت پر ہے اور وقت خود ایک دلیل ہے۔ غرض ان کی ان تمام بیانات سے صاف ظاہر ہے کہ وہ میرے دعوے کے قبول کرنے کے لئے تیاری کر رہے ہین۔ اور ان ملکون مین سے دن بدن عیسائی مذہب خود بخود برف کی طرح پگلتا جاتا ہے۔ (۸) آٹھوین خصوصیت مسیح مین یہ تھی کہ اس کے وقت مین ایک ستارہ نکلا تھا اس خصوصیت مین بھی مین آخری مسیح بننے مین شریک کیا گیا ہون کیونکہ وہی ستارہ جو مسیح کے وقت مین نکلا تھا دوبارہ میرے وقت مین نکلا ہے اس بات کی انگریزی اخبارون نے بھی تصدیق کی ہے اور اس سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ مسیح کے ظہور کا وقت نزدیک ہے (۹) نوین خصوصیت یسوع مسیح مین یہہ تھی کہ جب اسکو صلیب پر چڑہایا گیا تو سورج کو گرہن لگا تھا سو اس واقعہ مین بھی خدا نے مجھے شریک کیا ہے کیونکہ جب میری تکذیب کی گئی تو اسکے بعد نہ صرف سورج بلکہ چاند کو بھی ایک ہی مہینہ مین جو رمضان کا مہینہ تھا گرہن لگا تھا اور نہ ایک دفعہ بلکہ حدیث کے مطابق دو دفعہ یہ واقعہ ہوا ان دونون گرہنون کی انجیلون مین بھی خبر دیگئی ہے

اور قرآن شریف مین بھی یہ خبر ہے اور حدیثون مین بھی جیساکہ دار قطنی مین (۱۰) دسوین خصوصیت یہ ہے کہ یسوع مسیح کو دکھ دینے کے بعد یہودیون مین سخت طاعون پھیلی تھی سو میرے وقت مین بھی سخت طاعون پھیل گئی (۱۱) گیارھوین خصوصیت یسوع مسیح مین یہہ تھی کہ یہودیون کے علمانے کوشش کی کہ وہ باغی قرار پاوے اور اس پر مقدمہ بنایا گیا اور زور لگایا گیاکہ اس کو سزائے موت دی جائے سو اس قسم کے مقدمہ مین بھی قضاو قدر الٰہی نے مجھے شریک کر دیا کہ ایک خون کا مقدمہ مجھہ پر بنایا گیا اور اسی کے ضمن مین مجھے باغی بنانے کی کوشش کی گئی۔ یہ وہی مقدمہ ہے جس مین فریق ثانی کی طرف سے مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی گواہ بن کر آئے تھے (۱۲) بارھوین خصوصیت یسوع مسیح مین یہ تھی کہ جب وہ صلیب پر چڑھایا گیا تو اس کے ساتھ ایک چور بھی صلیب پر لٹکایا گیا تھا سو اس واقعہ مین بھی مین شریک کیا گیا ہون کیونکہ جس دن مجھہ کو خون کے مقدمہ سے خداتعالے نے رہائی بخشی اور اس پیش گوئی کے موافق جو مین خداتعالےٰ سے وحی یقینی پاکر صدہا لوگون مین شایع کر چکا تھا- مجھہ کو بری فرمایا اس دن میرے ساتھ ایک عیسائی چور بھی عدالت مین پیش کیا گیا تھا- یہ چور عیسائیون کی مقدس جماعت مکتی فوج مین سے تھا جس نے کچھ روپیہ چرا لیا تھا- اس چور کو صرف تین مہینہ کی سزا ملی پہلے مسیح کے رفیق چور کی طرح سزائے موت اس کو نہین ہوئی (۱۳) تیرھوین خصوصیت مسیح مین یہ تھی کہ جب وہ پیلاطوس گورنر کے سامنے پیش کیا گیا اور سزائے موت کی درخواست کی گئی تو پیلاطوس نے کہاکہ مین اسکا کوئی گناہ نہین پاتا جس سے یہ سزا دون ایسا ہی کپتان ڈگلس صاحب ضلع مجسٹریٹ نے میرے ایک سوال کے جواب مین مجھہ کو کہاکہ مین آپ پر کوئی الزام نہین لگاتا +

میرے خیال مین ہے کہ کپتان ڈگلس اپنی استقامت اور عادلانہ شجاعت مین پیلاطوس سے بہت بڑھ کر تھا کیونکہ پیلاطوس نے آخرکار بزدلی دکھائی اور یہودیون کے شریر مولویون سے ڈر گیا مگر ڈگلس ہرگز نہ ڈرا- اس کو مولوی محمد حسین نے کرسی مانگ کر کہاکہ میرے پاس صاحب

لفٹنٹ گورنر بہادر کی چٹھیاں ہیں مگر کپتان ڈگلس نے اس کی کچھ پروا نہ کی اور میں باوجودیکہ ملزم تھا مجھے کرسی دی اور اس کو کرسی کی درخواست پر جھڑک دیا اور کرسی نہ دی اگرچہ آسمان پر کرسی پانے والے زمین کی کرسی کے کچھ محتاج نہیں ہیں مگر یہ نیک اخلاق اس ہمارے وقت کے پیلاطوس کے ہمیشہ ہمیں اور ہماری جماعت کو یاد رہیں گے۔ اور دنیا کے اخیر تک اس کا نام عزت سے لیا جائے گا۔

(۱۴) چودھویں خصوصیت یسوع مسیح میں یہ تھی کہ وہ باپ کے نہ ہونے کی وجہ سے بنی اسرائیل میں سے نہ تھا۔ مگر با ایں ہمہ موسوی سلسلہ کا آخری پیغمبر تھا جو موسے کے بعد چودھویں صدی میں پیدا ہوا۔ ایسا ہی میں بھی خاندان قریش میں سے نہیں ہوں اور چودھویں صدی میں مبعوث ہوا ہوں اور سب سے آخر ہوں (۱۵) پندرھویں خصوصیت حضرت مسیح میں یہ تھی کہ ان کے عہد میں دنیا کی وضع جدید ہو گئی تھی۔ سڑکیں ایجاد ہو گئی تھیں۔ ڈاک کا عمدہ انتظام ہو گیا تھا۔ فوجی انتظام میں بہت صلاحیت پیدا ہو گئی تھی اور مسافروں کے آرام کے لئے بہت کچھ باتیں ایجاد ہو گئی تھیں اور پہلے کی نسبت قانون معدلت نہایت صاف ہو گیا تہا۔ ایسا ہی میرے وقت میں دنیا کے آرام کے اسباب بہت ترقی کر گئے ہیں یہاں تک کہ ریل کی سواری پیدا ہو گئی جس کی خبر قرآن شریف میں پائی جاتی ہے باقی امور کو پڑھنے والا خود سمجھ لے (۱۶) سولھویں خصوصیت حضرت مسیح میں یہ تھی کہ بن باپ ہونے کی وجہ سے حضرت آدم سے وہ مشابہ تھے ایسا ہی میں بھی توام پیدا ہونے کی وجہ سے حضرت آدم سے مشابہ ہوں اور اس قول کے مطابق جو حضرت محی الدین ابن عربی لکھتے ہیں کہ خاتم الخلفاء صینی الاصل ہوگا یعنی مغلوں میں سے اور وہ جوڑہ یعنے توام پیدا ہوگا پہلے لڑکی نکلے گی بعد اس کے وہ پیدا ہوگا۔ ایک ہی وقت میں اسی طرح میری پیدائش ہوئی کہ جمعہ کی صبح کو بطور توام میں پیدا ہوا۔ اول لڑکی اور بعدہٗ میں پیدا ہوا نہ معلوم کہ یہ پیشگوئی کہاں سے ابن عربی صاحب نے لی تھی جو پوری ہو گئی ان کی کتابوں میں اب تک یہ

پیش گوئی موجود ہے۔

یہ سولہ مشابہتین ہیں جو مجھ مین اور مسیح مین ہین۔ اب ظاہر ہے کہ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو مجھ مین اور مسیح ابن مریم مین اس قدر مشابہت ہرگز نہ ہوتی۔ یون تو تکذیب کرنا قدیم سے ان لوگون کا کام ہے جن کے حصہ مین سعادت نہین۔ مگر اس زمانہ کے مولویون کی تکذیب عجیب ہے مین وہ شخص ہون جو عین وقت پر ظاہر ہوا جس کے لئے آسمان پر رمضان کے مہینہ مین چاند اور سورج کو قرآن اور حدیث اور انجیل اور دوسرے نبیون کی خبر دن کے مطابق گرہن لگا۔ اور مین وہ شخص ہون جس کے زمانہ مین تمام نبیون کی خبر اور قرآن شریف کی خبر کے موافق اس ملک مین خارق عادت طور پر طاعون پھیل گئی۔ اور مین وہ شخص ہون جو حدیث صحیح کے مطابق اس کے زمانہ مین حج روکا گیا۔ اور مین وہ شخص ہون جس کے عہد مین وہ ستارہ نکلا جو مسیح ابن مریم کے وقت مین نکلا تھا۔ اور مین وہ شخص ہون جس کے زمانہ مین اس ملک مین ریل جاری ہوکر اونٹ بیکار کئے گئے۔ اور عنقریب وہ وقت آتا ہے بلکہ بہت نزدیک ہے جبکہ مکّہ اور مدینہ کے درمیان ریل جاری ہوکر وہ تمام اونٹ بیکار ہو جائین گے جو تیرہ سو برس سے یہ سفر مبارک کرتے تھے۔ تب اسوقت ان اونٹون کی نسبت وہ حدیث جو صحیح مسلم مین موجود ہے۔ صادق آئے گی۔ یعنے یہ کہ لیترکن القلاص فلا یسعٰی علیھا یعنے مسیح کے وقت مین اونٹ بیکار کئے جائین گے اور کوئی ان پر سفر نہین کرے گا ایسا ہی مین وہ شخص ہون جس کے ہاتھ پر صدہا نشان ظاہر ہوئے۔ کیا زمین پر کوی ایسا انسان زندہ ہے کہ جو نشان نمائی مین میرا مقابلہ کرکے مجھ پر غالب آسکے۔ مجھے اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ مین میری جان ہے کہ اب تک دو لاکھ سے زیادہ میرے ہاتھ پر نشان ظاہر ہوچکے ہین اور شائد دس ہزار کے قریب یا اس سے زیادہ لوگون نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا اور آپ نے میری تصدیق کی اور اس ملک مین جو بعض نامی

اہل کشف تھے جن کا تین تین چار چار لاکھ مرید تھا ان کو خواب میں دکھلایا گیا کہ یہ انسان خدا کی طرف سے ہے۔ اور بعض ان میں سے ایسے تھے کہ میرے ظہور سے تیس برس پہلے دنیا سے گذر چکے تھے۔ جیسا کہ ایک بزرگ گلاب شاہ نام ضلع لدہانہ میں تھا۔ جس نے میاں کریم بخش مرحوم ساکن جمال پور کو خبر دی تھی کہ عیسے قادیان میں پیدا ہو گیا اور وہ لدہانہ میں آئے گا۔ میاں کریم بخش ایک صالح موحد اور بڈہا آدمی تھا اس نے مجھ سے لدہانہ میں ملاقات کی اور یہ تمام پیش گوئی مجھے سنائی اس لئے مولویوں نے اس کو بہت تکلیف دی مگر اس نے کچھ پروا نہ کی۔ اس نے مجھے کہا۔ کہ گلاب شاہ مجھے کہتا تھا کہ عیسے بن مریم زندہ نہیں وہ مر گیا ہے وہ دنیا میں واپس نہیں آئے گا۔ اس امت کے لئے مرزا غلام احمد عیسے ہے۔ جس کو خدا کی قدرت اور مصلحت نے پہلے عیسے سے مشابہ بنایا ہے اور آسمان پر اس کا نام عیسے رکھا ہے۔ اور فرمایا کہ اے کریم بخش جب وہ عیسے ظاہر ہو گا تو تو دیکھے گا کہ مولوی لوگ کس قدر اس کی مخالفت کریں گے وہ سخت مخالفت کریں گے لیکن نامراد رہیں گے۔ وہ اس لئے دنیا میں ظاہر ہو گا کہ تا وہ جھوٹے حاشیے جو قرآن پر چڑہائے گئے ہیں ان کو دور کرے اور قرآن کا اصل چہرہ دنیا کو دکھاوے۔ اس پیش گوئی میں اس بزرگ نے صاف طور پر یہ اشارہ کیا تھا کہ تو اس قدر عمر پائے گا کہ اس عیسے کو دیکھ لے گا۔

اب باوجود ان تمام شہادتوں اور معجزات اور زبردست نشانوں کے مولوی لوگ میری تکذیب کرتے ہیں اور ضرور تھا کہ ایسا ہی کرتے تا پیش گوئی آیت غیر المغضوب علیہم کی پوری ہو جاتی۔ یاد رہے کہ اصل جڑھ اس مخالفت کی ایک حماقت ہے اور وہ یہ کہ مولوی لوگ یہ چاہتے ہیں کہ جو کچھ ان کے پاس رطب و یابس کا ذخیرہ ہے وہ سب علامتیں مسیح موعود میں ثابت ہوتی چاہئیں اور ایسے مدعی مسیحیت یا مہدویت کو ہرگز نہیں ماننا چاہیئے کہ ان کی تمام حدیثوں میں سے گو ایک حدیث اسپر صادق نہ آوے حالانکہ قدیم سے یہ امر غیر ممکن

چلا آیا ہے۔ یہودنے جو جو علامتین حضرت عیسے کے لئے اپنی کتابون مین تراش رکھی تھین وہ پوری نہ ہوئین۔ پھر انہین بدبخت لوگون نے ہمارے سید و مولے محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے جو جو علامتین تراشی تھین اور مشہور کر رکھی تھین وہ بھی بہت ہی کم پوری ہوئین۔ ان کا خیال تھا کہ یہ آخری نبی بنی اسرائیل سے ہوگا۔ مگر......! آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بنی اسماعیل مین پیدا ہوئے۔ اگر خدا تعالےٰ چاہتا تو توریت مین لکھدیتا۔ کہ اس نبی کا نام محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہوگا اور باپ کا نام عبداللہ اور دادا کا نام عبدالمطلب اور مکہ مین پیدا ہوگا اور مدینہ اس کی ہجرت گاہ ہوگی۔ مگر خدا تعالےٰ نے یہ نہ لکھا کیونکہ ایسی پیشگوئیون مین کچھہ امتحان بھی منظور ہوتا ہے اصل حقیقت یہ ہے کہ مسیح موعود کے لئے پہلے سے خبر دی گئی ہے کہ وہ اسلام کے مختلف فرقون کے لئے بطور حکم کے آئے گا اب ظاہر ہے کہ ہر ایک فرقہ کی جدا جدا حدیثین ہین پس یہ کیونکر ممکن ہو کہ سب کے خیالات کی وہ تصدیق کرے اگر اہل حدیث کی تصدیق کرے تو حنفی ناراض ہونگے اگر حنفیون کی تصدیق کرے تو شافعی بگڑ جائینگے اور شیعہ جدا یہ اصول ٹھہرائینگے کہ انکے عقیدہ کے موافق وہ ظاہر ہو اس صورت مین وہ کیونکر سب کو خوش کر سکتا ہے۔ علاوہ اسکے خود حکم کا لفظ چاہتا ہے کہ وہ ایسی وقت مین آئے گا کہ جب تمام فرقے کچھ نہ کچھ حق سے دور جا پڑینگے اسصورت مین اپنی اپنی حدیثونکی ساتھ اسکو آزمانا سخت غلطی ہے بلکہ قاعدہ یہ چاہیے کہ جو نشان اور قرار دادہ علامتین اسکے وقت مین ظاہر ہو جائین اُن سے فائدہ اٹھائین۔ اور باقی کو موضوع اور انسانی افترا سمجھین یہی قاعدہ ان نیک بخت یہودیون نے برتا جو مسلمان ہو گئی تھے کیونکہ جو جو باتین مقرر کردہ احادیث یہود وقوع مین آگئین اور آنحضرت پر صادق آگئین ان حدیثو کو انہون نے صحیح سمجھا اور جو پوری نہ ہوئین انکو موضوع قرار دیا اگر ایسا نہ کیا جاتا تو پھر نہ حضرت عیسیٰ کی نبوت یہود کے نزدیک ثابت ہو سکتی نہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت جو لوگ مسلمان ہوئے تھے انہین یہود کی صدہا جھوٹی حدیثونکو چھوڑنا پڑا جب انہون نے دیکھا کہ ایکطرف بعض علامات قرار دادہ پوری ہو گئین اور ایکطرف تائیدات الٰہیہ کا خدا کے رسول مین ایک دریا جاری ہے۔ تو انہون نے ان حدیثون سے فائدہ اٹھایا جو پوری ہو گئین اگر ایسا نہ کرتے تو ایک شخص بھی اُن مین سے مسلمان نہ ہو سکتا۔

یہ تمام وہ باتیں ہیں کہ کئی دفعہ اور کئی پیرایوں میں مینے مولوی عبداللطیف صاحب کو سنائی تھیں اور تعجب کہ انہوں نے میرے پاس بیان کیا کہ یہ باتیں پہلے سے میرے علم میں ہیں اور بہت سے ایسے عجیب دلائل حضرت مسیح کی وفات اور اسبات پر سنائے کہ اسی زمانہ میں اور اسی اُمت سے مسیح موعود ہونا چاہیئے جس سے مجھے بہت تعجب ہوا اور اس وقت شعر حسن ز بصرہ بلال از حبش یاد آیا۔ اور اکثر انکا استدلال قرآن شریف سے تھا اور وہ بار بار کہتے تھے کہ کیسے نادان وہ لوگ ہیں جنکا خیال ہے کہ مسیح موعود کی پیشگوئی صرف حدیثوں میں ہے حالانکہ جس قدر قرآن شریف سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عیسیٰ فوت ہوگیا اور مسیح موعود اسی اُمت میں سے آنے والا ہے اس قدر ثبوت حدیثوں سے نہیں ملتا۔ غرض خدا تعالیٰ نے انکے دل کو حق الیقین سے پُر کر دیا تھا اور وہ پوری معرفت سے اسطرح مجھے شناخت کرتے تھے جسطرح درحقیقت ایک شخص کو آسمان سے اُترتا مع فرشتوں کے دیکھا جاتا ہے۔ اسوقت سے مجھے یہ خیال آیا ہے کہ حدیثوں میں جو مسیح موعود کے نزول کا ذکر ہے اگرچہ یہ لفظ اکرام اور اعزاز کے لئے محاورہ عرب میں آتا ہے جیساکہ کہتے ہیں کہ فلاں لشکر فلاں جگہ اُترا ہے اور جیساکہ کسی شہر کے نوارد کو کہا جاتا ہے کہ آپ کہاں اُترے ہیں اور جیساکہ قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمینے ہی اس رسول کو اُتارا ہے اور جیساکہ انجیل میں آیا ہے کہ عیسیٰ اور یحیٰی آسمان سے اُترے لیکن بااین ہمہ یہ نزول کا لفظ اسبات کیطرف بھی اشارہ کرتا ہے کہ اسقدر اُس مسیح کی سچائی پر دلائل جمع ہو جائینگے کہ اہل فراست کو اسکے مسیح موعود ہونیمیں یقین تام ہو جائیگا گویا وہ انکی روبرو آسمان سے ہی اُترا ہے چنانچہ ایسے یقین کامل کا نمونہ شہزادہ مولوی عبداللطیف شہید نے دکھا دیا جان دینے سے بڑھکر کوئی امر نہیں اور ایسی استقامت سے جان دینا صاف بتلا رہا ہے کہ انہوں نے مجھے آسمان سے اُترتے دیکھ لیا اور دوسرے لوگوں کیلئے بھی یہ امر صاف ہے کہ میری دعوی کے تمام پہلو آفتاب کیطرح چمک رہے ہیں اول قرآن شریف نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ عیسیٰ بن مریم فوت ہوگیا ہے اور پھر دنیا میں نہیں آئیگا اور اگر بفرض محال قرآن کریم کے مخالف ایک لاکھ حدیث بھی ہو وہ سب باطل اور جھوٹ اور کسی باطل پرست کی بناوٹ ہے حق وہی ہے جو قرآن نے فرمایا اور حدیثیں وہ ماننے کے لائق ہیں جو اپنے قصوں میں قرآن کے بیان کردہ قصوں سے مخالف نہیں پھر بعد اسکے یہ فیصلہ بھی قرآن شریف نے ہی سورۃ نور میں

لفظ منکم کے ساتھ ہی کر دیا ہے کہ اس دین کے تمام خلیفے اسی اُمت میں سے پیدا ہوں گے اور وہ خلفاء سلسلہ موسوی کے مثیل ہوں گے اور صرف ایک ان میں سے سلسلہ کے آخر میں موعود ہوگا جو عیسیٰ بن مریم کے مشابہ ہوگا باقی موعود نہیں ہوں گے یعنی نام لیکر اُنکے لئے کوئی پیشگوئی نہیں ہوگی اور یہ منکم کا لفظ بخاری میں بھی موجود ہے اور مسلم میں بھی ہے جسکے یہی معنے ہیں کہ وہ مسیح موعود اسی اُمت میں سے پیدا ہوگا پس اگر ایک غور کرنیوالا اسجگہ پورا غور کرے اور طریق خیانت اختیار نہ کرے تو اسکو ان تین منکم کے لفظوں پر نظر ڈالنے سے یقین ہو جائیگا کہ یہ امر قطعی فیصلہ تک پہونچ چکا ہے کہ مسیح موعود اسی اُمت میں سے پیدا ہوگا۔ اب رہا میرا دعویٰ سو میرے دعوے کیساتھ اسقدر دلائل ہیں کہ کوئی انسان نرا بیحیا نہ ہو تو اسکے لئے اس سے چارہ نہیں ہے کہ میرے دعوے کو اسیطرح مان لے جیسا کہ اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو مانا ہے کیا دلائل میرے دعوے کے ثبوت کے لئے کم ہیں کہ میری نسبت قرآن کریم نے اسقدر پورے پورے قرائن اور علامات کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ ایک طور سے میرا نام بتلا دیا ہے اور حدیثوں میں کدعہ کے لفظ سے میرے گاؤں کا نام موجود ہے اور حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اس مسیح موعود کی تیرہویں صدی میں پیدائش ہوگی اور چودہویں صدی میں اسکا ظہور ہوگا اور صحیح بخاری میں میرا تمام حلیہ لکھا ہے اور پہلے مسیح کی نسبت جو میرے حلیہ میں فرق ہے وہ ظاہر کر دیا ہے اور ایک حدیث میں صریح یہ اشارہ ہے کہ وہ مسیح موعود ہند میں ہوگا۔ کیونکہ دجال کا بڑا مرکز مشرق یعنی ہند قرار دیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ مسیح موعود دمشق سے مشرق کیطرف ظاہر ہوگا۔ سو قادیان دمشق سے مشرق کیطرف ہے اور پھر دعوے کیوقت میں اور لوگوں کی تکذیب کے دنوں میں آسمان پر رمضان کے مہینہ میں کسوف خسوف ہونا۔ زمین پر طاعون کا پھیلنا حدیث اور قرآن کے مطابق ریل کی سواری پیدا ہو جانا۔ اونٹ بیکار ہو جانے حج روکا جانا۔ صلیب کے غلبہ کا وقت ہونا۔ میرے ہاتھ پر صدہا نشانوں کا ظاہر ہونا۔ نبیوں کے مقرر کردہ وقت مسیح موعود کیلئے یہی وقت ہونا۔ صدی کے سر پر میرا مبعوث ہونا۔ ہزارہا نیک لوگوں کا میری تصدیق کیلئے خواب دیکھنا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف کا یہ فرمانا کہ وہ مسیح موعود میری اُمت میں سے پیدا ہوگا اور خدا تعالیٰ کی تائیدات کا میرے شامل حال ہونا۔ اور ہزارہا لوگوں کا دو لاکھ کے قریب میرے ہاتھ پر بیعت کرکے راستبازی اور پاکدلی اختیار کرنا۔ اور میرے وقت میں عیسائی مذہب میں ایک عام تزلزل پڑ جانا یہانتک کہ تثلیث کی طلسم کا برف کیطرح گداز ہونا شروع ہو جانا اور میرے وقت میں مسلمانوں کا بہت سے فرقوں پر منقسم ہو کر تنزل کیحالت میں ہونا۔ اور طرح طرح کی بدعات اور شرک اور میخواری اور حرامکاری اور خیانت اور دروغگوئی دنیا میں شائع ہو کر ایک عام تغیر دنیا میں پیدا ہو جانا۔ اور ہر ایک پہلو سے انقلاب عظیم اس عالم میں پیدا ہو جانا۔ اور ہر ایک دانشمند کی شہادت سے دنیا کا ایک مصلح کا محتاج ہونا۔ اور میرے مقابلہ سے خواہ اعجازی کلام میں اور خواہ آسمانی نشانوں میں تمام لوگوں کا عاجز آجانا اور میری تائید میں خدا تعالیٰ کی لاکھوں پیشگوئیاں پوری ہونا یہ تمام نشان اور علامات اور قرائن ایک

خداترس کے لئے میرے قبول کرنے کے لئے کافی ہین۔ بعض جاہل اس جگہ اعتراض کرتے ہین کہ بعض پیشگوئیان پوری نہین ہوئین جیساکہ آتھم کے مرنے کی اور احمد بیگ کے داماد کی پیشگوئی مگر ان کو خداتعالیٰ سے شرم کرنی چاہیئے کیونکہ جس حالت مین کئی لاکھ پیشگوئی روز روشن کی طرح پوری ہوچکی ہے اور دن بدن نئے نئے نشان ظاہر ہوتے جاتے ہین تو اس صورت مین اگر ایک دو پیشگوئیان انکی سمجھ مین نہین آئین تو یہ انکی سراسر شقاوت ہے کہ باعث اس بدفہمی کے جس مین خود انکا قصور ہے خداتعالیٰ کے ہزارہا نشانون اور دلیلون اور معجزات سے انکار کردین اور اگر اسی طرح پر انکار ہوسکتا ہے تو پھر ہمین کسی پیغمبر کا پتہ تبلاوین جسکی بعض پیشگوئیون کے پورا ہونیکی نسبت انکار نہین کیا گیا چنانچہ ملاکی نبی کی پیشگوئی اپنے ظاہری معنون کے رو سے ابتک پوری نہین ہوئی کہان الیاس نبی دنیا مین آیا جسکا یہود کو آج تک انتظار ہے حالانکہ مسیح آچکا ہے جس سے پہلے اسکا آنا ضروری تھا کہان یہ پیشگوئی مسیح کی پوری ہوئی کہ اس زمانہ کے لوگ ابھی زندہ ہی ہونگے کہ مین واپس آجاؤنگا کہان اسکی یہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ پطرس کے ہاتھ مین آسمان کی کنجیان ہین کہان اسکی یہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ وہ داؤد کا تخت قایم کرے گا۔ اور کب یہ پیشگوئی ظہور مین آئی کہ اسکے ۱۲ بارہ حواری ۱۲ بارہ تختون پر بیٹھین گے کیونکہ یہودا اسکریوطی مرتد ہوگیا اور جہنم مین جا پڑا اور اسکی بجائے جسکے لئے تخت کا وعدہ تھا ایک نیا حواری تراشا گیا جو مسیح کے وہم وگمان مین بھی نہ تھا ایسا ہی حدیثون مین لکھا ہے چنانچہ دُرِّ منثور مین بھی ہے کہ یونس نبی نے یہ پیشگوئی قطعی طور پر بغیر کسی شرط کے کی تھی کہ نینوہ کے رہنے والون پر چالیس دن کے اندر عذاب نازل ہوگا جو انکو اس میعاد کے اندر ہلاک کردیگا مگر کوئی عذاب نازل نہ ہوا اور نہ وہ ہلاک ہوئے آخر یونس کو شرمندہ ہوکر اس جگہ سے بھاگنا پڑا پیشگوئی بائبل مین یونہ نبی کی کتاب مین بھی موجود ہی جس کو عیسائی خداتعالےٰ کی طرف سے سمجھتے ہین پھر وجود ان سب باتون کی مسلمان ان پیغمبرون پر ایمان بھی لاتے ہین اور ان چند اعتراضات کی کچھ پروا نہین کرتے اور وہ دو پیشگوئیان مذکورہ بالا جنکی نسبت انکا اعتراض ہے یعنی آتھم کے متعلق اور احمد بیگ کے داماد کے متعلق

اُنکی نسبت ہم بارہا لکھہ چکے ہین کہ آتہم کی موت کی پیشگوئی تمام تر صفائی سے پوری ہوگئی اب تلاش کرو آتہم کہان ہے کیا وہ زندہ ہے یا مرگیا۔ پیشگوئی کا ماحصل یہ تھا کہ ہم دونون فریق مین سے جو جھوٹا ہے وہ سچے سے پہلے مریگا سو مُدت ہوئی کہ آتہم مرگیا اور یہ فقرہ جو اس پیشگوئی مین موجود تہا کہ آتہم پندرہ مہینہ کے اندر مرے گا اس کے ساتہہ یہ شرط بھی شائع کی گئی تھی کہ بشرطیکہ حق کیطرف رجوع نکرے مگر آتہم نے اُسی مجلس بحث مین اپنی بے ادبی سے رجوع کرلیا تہا کیونکہ جب مینے اسکو کہا کہ یہ پیشگوئی اس لئے کی گئی ہے کہ تم نے آنحضرت صلعم کو اپنی کتاب مین دجّال لکھا ہے تو سنتے ہی اُسکا چہرہ زرد ہوگیا اور نہایت تضرع سے اُسنے اپنی زبان مونہہ سے باہر نکالی اور دونون ہاتھہ کانون پر رکھہ لئے اور کہا کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین ہرگز ایسا نہین کہا اور بڑی عاجزی اور تضرع ظاہر کی اسوقت ساٹھہ سے زیادہ مسلمان اور عیسائی وغیرہ موجود تھے کیا یہ ایسا لفظ نہین تھا جسکو شوخی اور بے ادبی سے رجوع سمجھا جائے اور پہر وہ پندرہ مہینہ تک مخالفت سے بالکل چُپ رہا اور اکثر گریہ و بکا مین رہا اور اپنی حالت اُس نے بالکل بدل لی پس ایک نیک دل ایماندار کے لئے یہ کافی ہے کہ اُس نے پندرہ مہینہ کے اندر کسی حد تک اپنی تبدیل کرلی تھی اور چونکہ اُس نے خدا تعالیٰ سے خوف کہا کر نرمی اور تضرع اختیار کیا اور قطعاً شوخی اور گستاخی چھوڑدی بلکہ امرتسر مین جو ایسے لوگون کی صحبت اسے میسر تھی اس صحبت کو ترک کرکے اور وہ مکان چھوڑکر وہ فیروزپور مین جاکر مقیم ہوگیا پس ضرور تھا کہ وہ اسقدر خوف سے فایدہ اُٹھاتا۔ پس اگرچہ اس بات سے محفوظ نرہا کہ میرے پہلے بہت جلد انہین دنون مین مرگیا مگر کسی قدر شرط کے پورا کرنے سے فایدہ اُٹھالیا۔ اُس کے مقابل لیکھرام تہا جسنے پیشگوئی کی میعاد مین کوئی تضرع اور خوف ظاہر نہ کیا بلکہ پہلے سے بھی زیادہ گستاخ ہوکر بازارون اور کوچون اور شہرون اور دیہات مین توہین اسلام کرنے لگا تب وہ میعاد کے اندر ہی اپنی اس بداعمالی کیوجہ سے پکڑا گیا اور وہ زبان اُسکی جو گالی اور بدزبانی مین چھری کیطرح چلتی تھی اسی چھری نے اُسکا کام تمام کردیا۔

رہا احمد بیگ کا داماد پس ہر ایک شخص کو معلوم ہے کہ یہ پیشگوئی دو شخصوں کی نسبت تھی ایک احمد بیگ کی نسبت اور دوسری اُسکے داماد کی نسبت سو ایک حصہ اس پیشگوئی کا میعاد کے اندر ہی پورا ہوگیا یعنی **احمد بیگ میعاد کے اندر مرگیا اور اس طرح پر ایک ٹانگ پیشگوئی کی پوری ہوگئی** اب دوسری ٹانگ جو باقی ہے اسکی نسبت جو اعتراض ہے افسوس کہ وہ **دیانت** کے ساتھ پیش نہیں کیا جاتا اور آجتک کسی معترض کے مونہہ سے ہمنے یہ نہیں سُنا کہ وہ اس طرح پر اعتراض کرے کہ اگرچہ **اس پیشگوئی کا ایک حصہ پورا ہوچکا ہے اور ہم بصدق دل اعتراف کرتے ہین کہ وہ پورا ہوا** مگر دوسرا حصہ ابتک پورا نہین ہوا بلکہ ہودیون کیطرح پورا ہونیوالا حصہ بالکل مخفی رکھ کر اعتراض کرتے ہین کیا ایسا شیوہ ایمان اور حیا اور راستبازی کے مطابق ہے؟ اور قطع نظر انکی خائنانہ طرز گفتگو کے جواب یہ ہے کہ یہ پیشگوئی بھی آتھم کی پیشگوئی کی طرح مشروط بشرط ہے یعنے یہ لکھا گیا تھا کہ اس شرط سے وہ میعاد کے اندر پوری ہوگی کہ ان دونون مین سے کوئی شخص خوف اور خشیت ظاہر نکرے سو احمد بیگ کو یہ خوفناک علامت پیش نہ آئی اور وہ پیشگوئی کو خلاف واقعہ سمجھتا رہا مگر احمد بیگ کے داماد اور اُسکے عزیزون کو یہ خوفناک حالت پیش آگئی کیونکہ احمد بیگ کی موت نے اُنکے دلونپر ایک لرزہ ڈالدیا جیسا کہ انسانی فطرت مین داخل ہے کہ سخت سے سخت انسان نمونہ دیکھنے کے بعد ضرور ہراسان ہوجاتا ہے سو ضرور تہا کہ اسکو بھی مہلت دیجاتی سو یہ تمام اعتراضات جہالت اور نابینائی اور تعصب کیوجہ سے ہین نہ دیانت اور حق طلبی کی وجہ سے جس **شخص کے ہاتھ سے ابتک دس لاکھ سے زیادہ نشان ظاہر ہوچکے ہین اور ہورہے ہین** کیا اگر ایک یا دو پیشگویان اُسکی کسی جاہل اور بدفہم اور غبی کو سمجھ مین نہ آوین تو اس سے یہ نتیجہ نکال سکتے ہین کہ وہ تمام پیشگویان صحیح نہین مین یہ بات حتمی **وعدہ** سے لکھتا ہون کہ اگر کوئی **مخالف خواہ عیسائی ہو خواہ بگفتن مسلمان میری پیشگوئیون کے مقابل پر اُس شخص کی پیشگوئیون کو جسکا آسمان سے اُترنا خیال کرتے ہین صفائی اور یقین اور بداہت کے مرتبہ پر**

زیادہ ثابت کرسکے تو مین اسکو نقد ایک ہزار روپیہ دینے کو طیار ہون

مگر ثابت کرنے کا یہ طریق نہین ہوگا کہ وہ قرآن شریف کو پیش کرے کہ قرآن کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی مان لیا ہے اور یا اُسکو نبی قرار دیدیا ہے کیونکہ اسطرح پر تو مین بھی زور سے دعویٰ کرتا ہون کہ قرآن شریف میری سچائی کا بھی گواہ ہے تمام قرآن شریف مین کہین یسوع کا لفظ نہین ہے مگر میری نسبت منکم کا لفظ موجود ہے اور دوسرے بہت سے علامات موجود ہین بلکہ اسجگہ میرا صرف یہ مطلب ہے کہ قرآن شریف سے قطع نظر کرکے محض میری پیشگوئیون اور یسوع کی پیشگوئیون پر عدالتون کی عام تحقیق کے رنگ مین نظر ڈالی جائے اور دیکھا جائے کہ ان دونون مین سے کونسی پیشگوئیان یا اکثر حصہ اُنکا بحکم عقل کمال صفائی سے پورا ہوگیا اور کونسا اس درجہ پر نہین۔ یعنی یہ تحقیقات اور مقابلہ ایسے طور سے ہونا چاہیئے کہ اگر کوئی شخص قرآن شریف سے منکر ہو تو وہ بھی رائے ظاہر کرسکے کہ نبوت کا پہلو کس طرف ہے ماسوا اسکے اسجگہ مجھے افسوس آتا ہے کہ ہمارے مخالف مسلمان تو کہلاتے ہین لیکن اسلام کے اصول سے بیخبر ہین اسلام مین یہ مسلم امر ہے کہ جو پیشگوئی وعید کے متعلق ہو اسکی نسبت ضروری نہین کہ خدا اسکو پورا کرے یعنی جس پیشگوئی کا یہ مضمون ہو کہ کسی شخص یا گروہ پر کوئی بلا پڑے گی اس مین یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ اس بلا کو ٹالدے جیسا کہ یونس کی پیشگوئی کو جو چالیس دن تک محدود تھی ٹال دیا لیکن جس پیشگوئی مین وعدہ ہو یعنی کسی انعام اکرام کی نسبت پیشگوئی ہو وہ کسی طرح ٹل نہین سکتی خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ مگر کسی جگہ یہ نہین فرمایا کہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْوَعِیْد۔ پس اس مین راز یہی ہے کہ وعید کی پیشگوئی خوف اور دعا اور صدقہ خیرات سے ٹل سکتی ہے تمام پیغمبرون کا اس پر اتفاق ہے کہ صدقہ اور دعا اور خوف اور خشوع سے وہ بلا جو خدا کے علم مین ہے جو کسی شخص پر آئیگی وہ رد ہوسکتی ہے۔ اب سوچ لو کہ ہر ایک بلا جو خدا کے علم مین ہے اگر کسی نبی یا ولی کو اسکی اطلاع دیجائے تو اسکا نام اُسوقت پیشگوئی ہوگا جب وہ نبی یا ولی دوسرون کو اُس بلا سے اطلاع دے اور یہ ثابت شدہ بات

ہے کہ بلاٹل سکتی ہے۔ پس ضرورتاً یہ نتیجہ نکلا کہ ایسی پیشگوئی کے ظہور میں تاخیر ہو سکتی ہے جو کسی بلا کی پیش خبری کرے

پھر ہم اپنے پہلے کلام کی طرف رجوع کر کے لکھتے ہیں۔ کہ مولوی صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب جب قادیان میں آئے تو صرف ان کو یہی فائدہ نہ ہوا کہ انہوں نے مفصل طور پر میرے دعوے کے دلائل سُنے بلکہ اُن چند مہینوں کے عرصہ میں جو وہ قادیان میں میرے پاس رہے۔ اور ایک سفر جہلم تک بھی میرے ساتھ کیا۔ بعض آسمانی نشان بھی میری تائید میں انہوں نے مشاہدہ کئے۔ ان تمام براہین اور انوار اور خوارق کے دیکھنے کی وجہ سے وہ فوق العادت یقین سے بھر گئے۔ اور طاقت بالا اُن کو کھینچ کر لے گئی۔ میں نے ایک موقعہ پر ایک اعتراض کا جواب بھی اُن کو سمجھایا تھا جس سے وہ بہت خوش ہوئے تھے۔ اور وہ یہ کہ جس حالت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مثیل موسےٰ ہیں اور آپ کے خلفاء مثیل انبیاء بنی اسرائیل ہیں۔ تو پھر کیا وجہ کہ مسیح موعود کا نام احادیث میں نبی کر کے پکارا گیا ہے مگر دوسرے تمام خلفاء کو یہ نام نہیں دیا گیا۔ سو میں نے ان کو یہ جواب دیا۔ کہ جب کہ آنحضرت صلے اللہ خاتم الانبیاء تھے اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں تھا۔ اسلئے اگر تمام خلفاء کو نبی کے نام سے پکارا جاتا تو امر ختم نبوت مشتبہ ہو جاتا اور اگر کسی ایک فرد کو بھی نبی کے نام سے نہ پکارا جاتا تو عدم مشابہت کا اعتراض باقی رہ جاتا۔ کیونکہ موسےٰ کے خلفاء نبی ہیں۔ اسلئے حکمت الٰہی نے یہ تقاضا کیا۔ کہ پہلے بہت سے خلفاء کو برعایت ختم نبوت بھیجا جائے اور اُن کا نام نبی نہ رکھا جائے۔ اور یہ مرتبہ ان کو نہ دیا جائے۔ تا ختم نبوت پر یہ نشان ہو۔ پھر آخری خلیفہ یعنی مسیح موعود کو نبی کے نام سے پکارا جائے تا خلافت کے امر میں دونوں سلسلوں کی مشابہت ثابت ہو جائے۔ اور ہم کئی دفعہ بیان کر چکے ہیں۔ کہ مسیح موعود کی نبوت ظلی طور پر ہے۔ کیونکہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز کامل ہونے کی وجہ سے نفس نبی سے مستفیض ہو کر نبی کہلانے کا مستحق ہو گیا ہے۔ جیسا کہ ایک وحی میں خدا تعالےٰ نے مجھ کو مخاطب کر کے فرمایا تھا۔ یا احمد جعلت مرسلا۔ اے احمد تو مرسل بنایا گیا یعنی جیسے کہ تو بروزی رنگ میں احمد کے نام کا مستحق ہوا حالانکہ تیرا نام غلام احمد تھا سو اسی طرح بروز کے رنگ میں نبی کے نام کا مستحق ہے۔ کیونکہ احمد نبی ہے نبوت اس سے منفک نہیں ہو سکتی۔ اور ایکدفعہ یہ ذکر آیا کہ احادیث میں ہے۔ کہ مسیح موعود دو زرد رنگ چادروں میں اُترے گا۔ ایک چادر بدن کے اوپر کے حصہ میں ہو گی۔ اور دوسری چادر بدن

کے نیچے کے حصہ میں سو میں نے کہا کہ یہ اس طرف اشارہ تھا۔ کہ مسیح موعود دو بیماریوں کے ساتھ ظاہر ہوگا۔ کیونکہ تعبیر کے علم میں زرد کپڑے سے مراد بیماری ہے۔ اور وہ دو نو بیماریاں مجھ میں ہیں یعنی ایک سر کی بیماری اور دوسری کثرت پیشاب اور دستوں کی بیماری۔ ابھی وہ اسی جگہ تھے کہ بہت سے یقین اور بھاری تبدیلی کی وجہ سے ان پر الہام اور وحی کا دروازہ کھولا گیا۔ اور خدا تعالےٰ کی طرف سے کھلے کھلے لفظوں میں میری تصدیق کے بارے میں انہوں نے شہادتیں پائیں جن کی وجہ سے آخر کار انہوں نے اس شہادت کا شربت اپنے لئے منظور کیا جس کے مفصل لکھنے کے لئے اب وقت آگیا ہے۔ یقیناً یاد رکھو کہ جس طرز سے انہوں نے میری تصدیق کی راہ میں مرنا قبول کیا۔ اس قسم کی موت اسلام کے تیرہ سو برس کے سلسلہ میں بجز نمونہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے اور کسی جگہ نہیں پاؤ گے۔ پس بلاشُبہ اس طرح ان کا مرنا اور میری تصدیق میں نقد جان خدا تعالےٰ کے حوالہ کرنا یہ میری سچائی پر ایک عظیم الشان نشان ہے۔ مگر اُن کے لئے جو سمجھ رکھتے ہیں۔ انسان شک و شبہ کی حالت میں کب چاہتا ہے کہ اپنی جان دیدے۔ اور اپنی بیوی اور اپنے بچّوں کو تباہی میں ڈالے۔ پھر عجیب تر یہ کہ یہ بزرگ معمولی انسان نہیں تھا بلکہ ریاست کابل میں کئی لاکھ کی انکی اپنی جاگیر تھی۔ اور انگریزی عملداری میں بھی بہت سی زمین تھی۔ اور طاقت علمی اس درجہ تک تھی۔ کہ ریاست نے تمام مولویوں کا اُن کو سردار قرار دیا تھا۔ وہ سب سے زیادہ عالم علم قرآن اور حدیث اور فقہ میں سمجھے جاتے تھے۔ اور نئے امیر کی دستاربندی کی رسم بھی اُنہیں کے ہاتھ سے ہوتی تھی۔ اور اگر امیر فوت ہو جائے تو اس کے جنازہ پڑھنے کے لئے بھی وہی مقرر تھے۔ یہ وہ باتیں ہیں۔ جو ہمیں معتبر ذریعہ سے پہنچی ہیں۔ اور اُن کی خاص زبان سے میں نے سُنا تھا۔ کہ ریاست کابل میں پچاس ہزار کے قریب ان کے معتقد اور ارادتمند ہیں جن میں سے بعض ارکان ریاست بھی تھے۔ غرض یہ بزرگ ملک کابل میں ایک فرد تھا۔ اور کیا علم کے لحاظ سے اور کیا تقوےٰ کے لحاظ سے اور کیا جاہ اور مرتبہ کے لحاظ سے اور کیا خاندان کے لحاظ سے اُس ملک میں اپنی نظیر نہیں رکھتا تھا۔ اور علاوہ مولوی کے خطاب کے صاحبزادہ اور اخون زادہ اور شاہزادہ کے لقب سے اُس ملک میں مشہور تھے۔ اور شہید مرحوم ایک بڑا کتب خانہ حدیث اور تفسیر اور فقہ اور تاریخ کا اپنے پاس رکھتے تھے۔ اور نئی کتابوں کے خریدنے کے لئے ہمیشہ حریص تھے۔ اور ہمیشہ درس تدریس کا شغل جاری تھا۔ اور صدہا آدمی اُن کی شاگردی کا فخر حاصل کر کے مولویت کا خطاب پاتے تھے

لیکن بااین ہمہ کمال یہ تھا۔ کہ بے نفسی اور انکسار میں اس مرتبہ تک پہنچ گئے تھے۔ کہ جب تک انسان فنا فی اللہ نہ ہو یہ مرتبہ نہیں پا سکتا۔ ہر ایک شخص کسی قدر شہرت اور علم سے محجوب ہو جاتا ہے اور اپنے تئیں کچھ چیز سمجھنے لگتا ہے۔ اور وہی علم اور شہرت حق طلبی سے اسکو مانع ہو جاتی ہے۔ مگر یہ شخص ایسا بے نفس تھا۔ کہ باوجودیکہ ایک مجموعہ فضائل کا جامع تھا۔ مگر تب بھی کسی حقیقت حقّہ کے قبول کرنے سے اُس کو اپنی علمی اور عملی اور خاندانی وجاہت مانع نہیں ہو سکتی تھی۔ اور آخر سچائی پر اپنی جان قربان کی۔ اور ہماری جماعت کے لئے ایک ایسا نمونہ چھوڑ گیا جس کی پابندی اصل منشاء خدا کا ہے۔ اب ہم ذیل میں اس بزرگ کی شہادت کے واقعہ کو لکھتے ہیں۔ کہ کس دردناک طریق سے وہ قتل کیا گیا۔ اور اس راہ میں کیا استقامت اُس نے دکھلائی کہ بجز کامل قوّت ایمانی کے اس دار الغرور میں کوئی نہیں دکھلا سکتا۔ اور بالآخر ہم یہ بھی لکھینگے۔ کہ ضرور تھا کہ ایسا ہی ہوتا کیونکہ آج سے تئیس۲۳ برس پہلے اُن کی شہادت اور اُنکے ایک شاگرد کی شہادت کی نسبت خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی تھی جسکو اُسی زمانہ میں مَیں نے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں شائع کیا تھا۔ سو اس بزرگ مرحوم نے نہ فقط وہ نشان دکھلایا جو کامل استقامت کے رنگ میں اُس سے ظہور میں آیا۔ بلکہ یہ دوسرا نشان بھی اُسکے ذریعہ سے ظاہر ہو گیا جو ایک مدّت دراز کی پیشگوئی اُسکی شہادت سے پوری ہو گئی جیسا کہ ہم انشاء اللہ اخیر میں اس پیشگوئی کو درج کرینگے +

واضح رہے۔ کہ براہین احمدیہ کی پیشگوئی میں دو شہادتوں کا ذکر ہے۔ اور پہلی شہادت میاں عبد الرحمٰن مولوی صاحب موصوف کے شاگرد کی تھی جس کی تکمیل امیر عبد الرحمٰن یعنے اس امیر کے باپ سے ہوئی۔ اس لئے ہم بلحاظ ترتیب زمانی پہلے میاں عبد الرحمٰن مرحوم کی شہادت کا ذکر کرتے ہیں +

بیان شہادت میاں عبد الرحمٰن مرحوم شاگرد مولوی صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب رئیس اعظم خوست ملک افغانستان

مولوی صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب مرحوم کی شہادت سے تخمیناً دو برس پہلے اُن کے ایماء اور ہدایت سے

میاں عبدالرحمٰن شاگرد رشید اُنکے قادیان میں شاید دو یا تین دفعہ آئے۔ اور ہر یک مرتبہ کئی کئی مہینہ تک رہے۔ اور متواتر صحبت اور تعلیم اور دلائل کے سننے سے اُن کا ایمان شہدا کا رنگ پکڑ گیا۔ اور آخری دفعہ جب کابل واپس گئے تو وہ میری تعلیم سے پورا حصہ لے چکے تھے۔ اور اتفاقاً اُن کی حاضری کے ایام میں بعض کتابیں میری طرف سے جہاد کی ممانعت میں چھپی تھیں۔ جن سے اُن کو یقین ہو گیا تھا کہ یہ سلسلہ جہاد کا مخالف ہے۔ پھر ایسا اتفاق ہؤا۔ کہ جب وہ مجھ سے رخصت ہو کر پشاور میں پہنچے۔ تو اتفاقاً خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر سے جو پشاور میں تھے اور میرے مریدیں ملاقات ہوئی۔ اور اُنہیں دنوں میں خواجہ کمال الدین صاحب نے ایک رسالہ جہاد کی ممانعت میں شائع کیا تھا۔ اس سے ان کو بھی اطلاع ہوئی۔ اور وہ مضمون ایسا اُنکے دل میں بیٹھ گیا۔ کہ کابل میں جا کر جا بجا اُنہوں نے یہ ذکر شروع کیا۔ کہ انگریزوں سے جہاد کرنا درست نہیں۔ کیونکہ وہ ایک کثیر گروہ مسلمانوں کے حامی ہیں۔ اور کئی کروڑ مسلمان امن و عافیت سے اُنکے زیر سایہ زندگی بسر کرتے ہیں تب یہ خبر رفتہ رفتہ امیر عبدالرحمٰن کو پہنچ گئی۔ اور یہ بھی بعض شریر پنجابیوں نے جو اسکے ساتھ ملازمت کا تعلق رکھتے ہیں۔ اس پر ظاہر کیا کہ یہ ایک پنجابی شخص کا مرید ہے جو اپنے تئیں مسیح موعود ظاہر کرتا ہے۔ اور اُس کی یہی تعلیم ہے۔ کہ انگریزوں سے جہاد درست نہیں بلکہ اس زمانہ میں قطعاً جہاد کا مخالف ہے تب امیر یہ بات سُن کر بہت برافروختہ ہو گیا۔ اور اس کو قید کرنیکا حکم دیا تا مزید تحقیقات سے کچھ زیادہ حال معلوم ہو۔ آخر یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ ضرور یہ شخص مسیح قادیانی کا مرید اور مسئلہ جہاد کا مخالف ہے تب اُس مظلوم کو گردن میں کپڑا ڈال کر اور دم بند کر کے شہید کیا گیا۔ کہتے ہیں کہ اُس کی شہادت کے وقت بعض آسمانی نشان ظاہر ہوے +

یہ تو میاں عبدالرحمٰن شہید کا ذکر ہے۔ اب ہم مولوی صاحبزادہ عبداللطیف کی شہادت کا دردناک ذکر کرتے ہیں۔ اور اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں۔ کہ اس قسم کا ایمان حاصل کرنے کے لئے دُعا کرتے رہیں۔ کیونکہ جب تک انسان کچھ خدا کا اور کچھ دنیا کا ہے تب تک آسمان پر اُس کا نام مومن نہیں +

بیان واقعہ ہائلہ شہادت مولوی صاحبزادہ عبداللطیف صاحب مرحوم

رئیس اعظم خوست علاقہ کابل غفر اللہ لہ

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ کہ مولوی صاحب خوست علاقہ کابل سے قادیان میں آکر کئی مہینہ میرے پاس اور میری صحبت میں رہے۔ پھر بعد اس کے جب آسمان پر یہ امر قطعی طور پر فیصلہ پا چکا۔ کہ وہ درجہ شہادت پاویں تو اُس کے لئے یہ تقریب پیدا ہوئی۔ کہ وہ مجھ سے رخصت ہو کر اپنے وطن کی طرف واپس تشریف لے گئے۔ اب جیسا کہ معتبر ذرائع سے اور خاص دیکھنے والوں کی معرفت مجھے معلوم ہوا ہے قضا وقدر سے یہ صورت پیش آئی۔ کہ مولوی صاحب جب سرزمین علاقہ ریاست کابل کے نزدیک پہنچے تو علاقہ انگریزی میں ٹھیر کر برگیڈیر محمد حسین کوتوال کو جو اُن کا شاگرد تھا ایک خط لکھا۔ کہ اگر آپ امیر صاحب سے میرے آنے کی اجازت حاصل کر کے مجھے اطلاع دیں تو امیر صاحب کے پاس بمقام کابل میں حاضر ہو جاؤں۔ بلا اجازت اس لئے تشریف نہ لیگئے۔ کہ وقت سفر امیر صاحب کو یہ اطلاع دی تھی۔ کہ میں حج کو جاتا ہوں۔ مگر وہ ارادہ قادیان میں بہت دیر تک ٹھیرنے سے پورا نہ ہو سکا۔ اور وقت ہاتھ سے جاتا رہا۔ اور چونکہ وہ میری نسبت شناخت کر چکے تھے۔ کہ یہی شخص مسیح موعود ہے۔ اس لئے میری صحبت میں رہنا اُن کو مقدم معلوم ہوا۔ اور بموجب نص اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول حج کا ارادہ اُنہوں نے کسی دوسرے سال پر ڈال دیا۔ اور ہر ایک دل اس بات کو محسوس کر سکتا ہے۔ کہ ایک حج کے ارادہ کرنے والے کیلئے اگر یہ بات پیش آجاوے۔ کہ وہ اُس مسیح موعود کو دیکھ لے جس کا تیرہ سو برس سے اہل اسلام میں انتظار ہے۔ تو بموجب نص صریح قرآن اور احادیث کے وہ بغیر اس کی اجازت کے حج کو نہیں جا سکتا ہاں باجازت اسکے دوسرے وقت میں جا سکتا ہے۔ غرض چونکہ مرحوم سید الشہداء اپنی صحبت نیت سے حج نہ کر سکا۔ اور قادیان میں ہی دن گذر گئے۔ تو قبل اس کے کہ وہ سرزمین کابل میں وارد ہوں۔ اور حدود ریاست کے اندر قدم رکھیں احتیاطاً قرین مصلحت سمجھا۔ کہ انگریزی علاقہ میں رہکر امیر کابل پر

اپنی سرگذشت کھول دی جاوے۔ کہ اس طرح پر حج کرنے سے معذوری پیش آئی۔ سو انہوں نے مناسب سمجھا کہ برگیڈیر محمد حسین کو خط لکھا تا وہ مناسب موقعہ پر اصل حقیقت مناسب لفظوں میں امیر کے گوش گذار کردیں۔ اور اس خط میں یہ لکھا کہ اگرچہ میں حج کرنے کے لئے روانہ ہوا تھا۔ مگر مسیح موعود کی مجھے زیارت ہوگئی۔ اور چونکہ مسیح کے ملنے کے لئے اور اُس کی اطاعت مقدم رکھنے کے لئے خدا و رسول کا حکم ہے۔ اس مجبوری سے مجھے قادیان میں ٹھہرنا پڑا۔ اور میں نے اپنی طرف سے یہ کام نہ کیا۔ بلکہ قرآن اور حدیث کی رو سے اسی امر کو ضروری سمجھا۔ جب یہ خط برگیڈیر محمد حسین کوتوال کو پہنچا تو اُس نے وہ خط اپنے زانو کے نیچے رکھ لیا۔ اور اُس وقت پیش نہ کیا۔ مگر اس کے نائب کو جو مخالف اور شریر آدمی تھا کسی طرح پتہ لگ گیا۔ کہ یہ مولوی صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کا خط ہے۔ اور وہ قادیان میں ٹھہرے رہے۔ تب اس نے وہ خط کسی تدبیر سے نکال لیا۔ اور امیر صاحب کے آگے پیش کر دیا۔ امیر صاحب نے برگیڈیر محمد حسین کوتوال سے دریافت کیا کہ کیا یہ خط آپ کے نام آیا ہے۔ اُس نے امیر کے موجودہ غیظ و غضب سے خوف کھا کر انکار کر دیا۔ پھر ایسا اتفاق ہُوا کہ مولوی صاحب شہید نے کئی دن پہلے خط کے جواب کا انتظار کر کے ایک اور خط بذریعہ ڈاک محمد حسین کوتوال کو لکھا۔ وہ خط افسر ڈاکخانہ نے کھول لیا اور امیر صاحب کو پہنچا دیا۔ چونکہ قضا و قدر سے مولوی صاحب کی شہادت مُقدر تھی۔ اور آسمان پر وہ برگزیدہ بزمرۂ شہدا داخل ہو چکا تھا۔ اس لئے امیر صاحب نے اُن کے بلانے کے لئے حکمت عملی سے کام لیا۔ اور اُن کی طرف خط لکھا کہ آپ بلا خطرہ چلے آؤ۔ اگر یہ دعوے سچا ہوگا تو میں بھی مرید ہو جاؤنگا۔ بیان کرنے والے کہتے ہیں۔ کہ ہمیں یہ معلوم نہیں کہ خط امیر صاحب نے ڈاک میں بھیجا تھا یا دستی روانہ کیا تھا۔ بہرحال اس خط کو دیکھ کر مولوی صاحب موصوف کابل کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور قضا و قدر نے نازل ہونا شروع کر دیا۔ راویوں نے بیان کیا ہے کہ جب شہید مرحوم کابل کے بازار سے گذرے تو گھوڑے پر سوار تھے۔ اور اُن کے پیچھے آٹھ سرکاری سوار تھے اور اُن کی تشریف آوری سے پہلے عام طور پر کابل میں مشہور تھا۔ کہ امیر صاحب نے اخوندزادہ صاحب کو دھوکہ دیکر بُلایا ہے۔ اب بعد اس کے دیکھنے والوں کا یہ بیان ہے۔ کہ جب اخوندزادہ صاحب مرحوم

بازار سے گذرے تو ہم اور دوسرے بہت سے بازاری لوگ ساتھ چلے گئے۔ اور یہ بھی بیان کیا کہ آٹھ سرکاری سوار خوست سے ہی اُن کے ہمراہ کئے گئے تھے۔ کیونکہ اُن کے خوست میں پہنچنے سے پہلے حکم سرکاری اُن کے گرفتار کرنے کے لئے حاکم خوست کے نام آ چکا تھا۔ غرض جب امیر صاحب کے روبرو پیش کئے گئے تو مخالفوں نے پہلے سے ہی اُن کے مزاج کو بہت کچھ متغیر کر رکھا تھا۔ اس لئے وہ بہت ظالمانہ جوش سے پیش آئے۔ اور حُکم دیا کہ مجھے ان سے بو آتی ہے۔ ان کو فاصلہ پر کھڑا کرو۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد حکم دیا کہ ان کو اس قلعہ میں جس میں خود امیر صاحب رہتے ہیں قید کر دو۔ اور زنجیر غراغراب لگا دو۔ یہ زنجیر وزنی ایک من چوبیس سیر انگریزی کا ہوتا ہے۔ گردن سے کمر تک گھیر لیتا ہے۔ اور اُسمیں ہتھکڑی بھی شامل ہے۔ اور نیز حکم دیا کہ پاؤں میں بیڑی وزنی آٹھ سیر انگریزی کی لگا دو۔ پھر اس کے بعد مولوی صاحب مرحوم چار مہینہ قید میں رہے اور اس عرصہ میں کئی دفعہ ان کو امیر کی طرف سے فہمائش ہوئی۔ کہ اگر تم اس خیال سے توبہ کرو کہ قادیانی درحقیقت مسیح موعود ہے۔ تو تمہیں رہائی دیجائیگی۔ مگر ہر ایک مرتبہ اُنہوں نے یہی جواب دیا۔ کہ میں صاحب علم ہوں۔ اور حق اور باطل کی شناخت کرنیکی خدا نے مجھے قوت عطا کی ہے۔ میں نے پوری تحقیق سے معلوم کر لیا ہے کہ یہ شخص درحقیقت مسیح موعود ہے۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ میرے اس پہلو کے اختیار کرنے میں میری جان کی خیر نہیں ہے۔ اور میرے اہل وعیال کی بربادی ہے۔ مگر میں اس وقت **اپنے ایمان** کو اپنی جان اور ہر ایک دنیوی راحت پر مُقدّم سمجھتا ہوں۔ شہید مرحوم نے نہ ایک دفعہ بلکہ قید ہونے کی حالت میں بارہا یہی جواب دیا۔ اور یہ قید انگریزی قید کی طرح نہیں تھی جس میں انسانی کمزوری کا کچھ کچھ لحاظ رکھا جاتا ہے۔ بلکہ ایک سخت قید تھی جس کو انسان موت سے بدتر سمجھتا ہے۔ اس لئے لوگوں نے شہید موصوف کی اس استقامت اور استقلال کو نہایت تعجب سے دیکھا۔ اور درحقیقت تعجب کا مقام تھا۔ کہ ایسا جلیل الشان شخص کہ جو کئی لاکھ روپیہ کی ریاست کابل میں جاگیر رکھتا تھا۔ اور اپنے فضائل علمی اور تقوے کی وجہ سے گویا تمام سرزمین کابل کا پیشوا تھا۔ اور قریباً پچاس برس کی عمر تک تنعم اور آرام میں زندگی بسر کی تھی۔ اور بہت سا اہل وعیال اور عزیز فرزند رکھتا تھا۔ پھر یک دفعہ وہ ایسی سنگین قید میں ڈالا گیا جو موت سے

بدتر تھی اور جس کے تصور سے بھی انسان کے بدن پر لرزہ پڑتا ہے۔ ایسا نازک اندام اور نعمتوں کا پروردہ انسان وہ اُس روح کے گداز کرنے والی قید میں صبر کرسکے۔ اور جان کو ایمان پر فدا کرے بالخصوص جس حالت میں امیر کابل کی طرف سے بار بار اُن کو پیغام پہنچتا تھا۔ کہ اُس قادیانی شخص کے تصدیق دعوے سے انکار کردو تو تم ابھی عزت سے رہا کئے جاؤ گے۔ مگر اُس قوی الایمان بزرگ نے اس بار بار کے وعدہ کی کچھ بھی پروا نہ کی۔ اور بار بار یہی جواب دیا۔ کہ مجھ سے یہ امید مت رکھو کہ میں ایمان پر دُنیا کو مقدم رکھ لوں۔ اور کیونکر ہوسکتا ہے۔ کہ جس کو میں نے خوب شناخت کرلیا۔ اور ہر ایک طرح سے تسلّی کرلی اپنی موت کے خوف سے اُس کا انکار کردوں۔ یہ انکار تو مجھ سے نہیں ہوگا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ میں نے حق پالیا۔ اسلئے چند روزہ زندگی کے لئے مجھ سے یہ بے ایمانی نہیں ہوگی۔ کہ میں اُس ثابت شدہ حق کو چھوڑ دوں میں جان چھوڑنے کے لئے طیار ہوں اور فیصلہ کرچکا ہوں۔ مگر حق میرے ساتھ جائیگا۔ اُس بزرگ کے بار بار کے یہ جواب ایسے تھے۔ کہ سرزمین کابل کبھی اُن کو فراموش نہیں کریگی۔ اور کابل کے لوگوں نے اپنی تمام عمر میں یہ نمونہ ایمانداری اور استقامت کا کبھی نہیں دیکھا ہوگا اس جگہ یہ بھی ذکر کرنے کے لائق ہے۔ کہ کابل کے امیروں کا یہ طریق نہیں ہے۔ کہ اس قدر بار بار وعدہ معافی دیکر ایک عقیدہ کے چھوڑانے کے لئے توجہ دلائیں۔ لیکن مولوی عبداللطیف صاحب مرحوم کی یہ خاص رعایت اس وجہ سے تھی۔ کہ وہ ریاست کابل کا گویا ایک بازو تھا۔ اور ہزارہا انسان اُس کے معتقد تھے۔ اور جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں وہ امیر کابل کی نظر میں اس قدر منتخب عالم فاضل تھا۔ کہ تمام علماء میں آفتاب کی طرح سمجھا جاتا تھا۔ پس ممکن ہے کہ امیر کو بجائے خود یہ رنج بھی ہو۔ کہ ایسا برگزیدہ انسان علماء کے اتفاق رائے سے ضرور قتل کیا جائیگا۔ اور یہ تو ظاہر ہے۔ کہ آج کل ایک طور سے عنان حکومت کابل کی مولویوں کے ہاتھ میں ہے۔ اور جس بات پر مولوی لوگ اتفاق کرلیں پھر ممکن نہیں کہ امیر اُس کے برخلاف کچھ کرسکے۔ پس یہ امر قرین قیاس ہے۔ کہ ایک طرف اس امیر کو مولویوں کا خوف تھا۔ اور دوسری طرف شہید مرحوم کو بے گناہ دیکھتا تھا۔ پس یہی وجہ ہے کہ وہ قید کی تمام مدت میں یہی ہدایت کرتا رہا۔ کہ آپ اس شخص قادیانی کو مسیح موعود مت مانیں۔ اور

اس عقیدہ سے توبہ کریں تب آپ عزت کے ساتھ رہا کر دئے جاؤ گے۔ اور اسی نیت سے اس نے شہید مرحوم کو اس قلعہ میں قید کیا تھا جس قلعہ میں وہ آپ رہتا تھا تا متواتر فہمائش کا موقعہ ملتا رہے۔ اور اس جگہ ایک اور بات لکھنے کے لائق ہے۔ اور دراصل وہی ایک بات ہے جو اس بلا کی موجب ہوئی۔ اور وہ یہ ہے کہ عبدالرحمان شہید کے وقت سے یہ بات امیر اور مولویوں کو خوب معلوم تھی۔ کہ قادیانی جو مسیح موعود کا دعوے کرتا ہے جہاد کا سخت مخالف ہے۔ اور اپنی کتابوں میں بار بار اس بات پر زور دیتا ہے۔ کہ اس زمانہ میں تلوار کا جہاد درست نہیں۔ اور اتفاق سے اس امیر کے باپ نے جہاد کے واجب ہونے کے بارے میں ایک رسالہ لکھا تھا جو میرے شائع کردہ رسالوں کے بالکل مخالف ہے۔ اور پنجاب کے شرانگیز بعض آدمی جو اپنے تئیں موحد یا اہل حدیث کے نام سے موسوم کرتے تھے امیر کے پاس پہنچ گئے تھے غالباً انکی زبانی امیر عبدالرحمن نے جو امیر حال کا باپ تھا میری اُن کتابوں کا مضمون سُن لیا ہوگا۔ اور عبدالرحمن شہید کے قتل کی بھی یہی وجہ ہوئی تھی کہ امیر عبدالرحمن نے خیال کیا تھا کہ یہ اس گروہ کا انسان ہے جو لوگ جہاد کو حرام جانتے ہیں۔ اور یہ بات یقینی ہے۔ کہ قضا و قدر کی کشش سے مولوی عبداللطیف مرحوم سے بھی یہ غلطی ہوئی کہ اس قید کی حالت میں بھی جتلا دیا۔ کہ اب یہ زمانہ جہاد کا نہیں اور وہ مسیح موعود جو درحقیقت مسیح ہے اسکی یہی تعلیم ہے۔ کہ اب یہ زمانہ دلائل کے پیش کرنے کا ہے تلوار کے ذریعہ سے مذہب کو پھیلانا جائز نہیں۔ اور اب اس قسم کا پودہ ہرگز بارور نہیں ہوگا بلکہ جلد خشک ہو جائیگا۔ چونکہ شہید مرحوم سچ کے بیان کرنے میں کسی کی پروا نہیں کرتے تھے۔ اور درحقیقت اُن کو سچائی کے پھیلانے کے وقت اپنی موت کا بھی اندیشہ نہ تھا۔ اس لئے ایسے الفاظ اُن کے مُنہ سے نکل گئے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ اُن کے بعض شاگرد بیان کرتے ہیں۔ کہ جب وہ وطن کی طرف روانہ ہوئے تو بار بار کہتے تھے کہ کابل کی زمین اپنی اصلاح کے لئے میرے خون کی محتاج ہے۔ اور درحقیقت وہ سچ کہتے تھے کیونکہ سرزمین کابل میں اگر ایک کروڑ اشتہار شائع کیا جاتا۔ اور دلائل قویہ سے میرا مسیح موعود ہونا اُن میں ثابت کیا جاتا تو اُن اشتہارات کا ہرگز ایسا اثر نہ ہوتا جیسا کہ اس شہید کے خون کا اثر ہوا۔ کابل کی سرزمین پر یہ خون اُس تخم کی مانند پڑا ہے۔ جو تھوڑے عرصہ میں بڑا درخت بن جاتا ہے۔ اور ہزارہا

پرندے اُس پر اپنا بسیرا لیتے ہیں۔ اب ہم اس دردناک واقعہ کا باقی حصہ اپنی جماعت کیلئے لکھ کر اس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ جب چار مہینے قید کے گذر گئے تب امیر نے اپنے روبرو شہید مرحوم کو بلا کر پھر اپنی عام کچہری میں توبہ کے لئے فہمائش کی۔ اور بڑے زور سے رغبت دی کہ اگر تم اب بھی قادیانی کی تصدیق اور اُس کے اصولوں کی تصدیق سے میرے روبرو انکار کرو تو تمہاری جان بخشی کی جائیگی۔ اور تم عزت کے ساتھ چھوڑے جاؤ گے۔ شہید مرحوم نے جواب دیا کہ یہ تو غیر ممکن ہے۔ کہ میں سچائی سے توبہ کروں۔ اس دُنیا کے حکّام کا عذاب تو موت تک ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن میں اُس سے ڈرتا ہوں جس کا عذاب کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ ہاں چونکہ میں سچ پر ہوں اسلئے چاہتا ہوں کہ ان مولویوں سے جو میرے عقیدہ کے مخالف ہیں میری بحث کرائی جائے۔ اگر میں دلائل کے رو سے جھوٹا نکلا تو مجھے سزا دی جائے راوی اس قصہ کے کہتے ہیں۔ کہ ہم اس گفتگو کے وقت موجود تھے۔ امیر نے اس بات کو پسند کیا۔ اور مسجد شاہی میں خان مُلا خان اور آٹھ مفتی بحث کے لئے منتخب کئے گئے۔ اور ایک لاہوری ڈاکٹر جو خود پنجابی ہونے کی وجہ سے سخت مخالف تھا بطور ثالث کے مقرر کر کے بھیجا گیا۔ بحث کے وقت مجمع کثیر تھا۔ اور دیکھنے والے کہتے ہیں۔ کہ ہم اُس بحث کے وقت موجود تھے۔ مباحثہ تحریری تھا صرف تحریر ہوتی تھی۔ اور کوئی بات حاضرین کو سُنائی نہیں جاتی تھی۔ اس لئے اُس مباحثہ کا کچھ حال معلوم نہیں ہوا۔ سات بجے صبح سے تین بجے سہ پہر تک مباحثہ جاری رہا۔ پھر جب عصر کا آخری وقت ہُوا تو کُفر کا فتوے لگایا گیا۔ اور آخر بحث میں شہید مرحوم سے یہ بھی پوچھا گیا۔ کہ اگر مسیح موعود یہی قادیانی شخص ہے تو پھر تم عیسےٰ علیہ السلام کی نسبت کیا کہتے ہو۔ کیا وہ واپس دنیا میں آئینگے یا نہیں۔ تو انہوں نے بڑی استقامت سے جواب دیا۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ اب وہ ہرگز واپس نہیں آئینگے۔ قرآن کریم اُن کے مرنے اور واپس نہ آنے کا گواہ ہے۔ تب تو وہ لوگ ان مولویوں کی طرح جنہوں نے حضرت عیسےٰؑ کی بات کو سُن کر اپنے کپڑے پھاڑ دئے تھے گالیاں دینے لگے۔ اور کہا اب اس شخص کے کفر میں کیا شک رہا۔ اور بڑی غضبناک حالت میں یہ کفر کا فتوے لکھا گیا۔ پھر بعد اس کے اخوندزادہ حضرت شہید مرحوم اسیطرح با زنجیر ہونے کی حالت میں قیدخانہ میں بھیجے گئے۔ اور اس جگہ یہ بات بیان کرنے سے رہ گئی ہے۔ کہ شہزادہ مرحوم کی اُن

بدقسمت مولویوں سے بحث ہو رہی تھی تب آٹھ آدمی برہنہ تلواریں لیکر شہید مرحوم کے سر پر کھڑے تھے۔ پھر بعد اس کے وہ فتوے کفرات کے وقت امیر صاحب کی خدمت میں بھیجا گیا۔ اور یہ چالاکی کیگئی کہ مباحثہ کے کاغذات ان کی خدمت میں عمداً نہ بھیجے گئے۔ اور نہ عوام پر اُن کا مضمون ظاہر کیا گیا یہ صاف اسبات پر دلیل تھی۔ کہ مخالف مولوی شہید مرحوم کے ثبوت پیش کردہ کا کوئی رد نہ کر سکے۔ مگر افسوس امیر پر کہ اُس نے کُفر کے فتوے پر ہی حُکم لگا دیا۔ اور مباحثہ کے کاغذ طلب نہ کئے۔ حالانکہ اُس کو چاہئے تو یہ تھا کہ اُس عادل حقیقی سے ڈر کر جس کی طرف عنقریب تمام دولت و حکومت کو چھوڑ کر واپس جائیگا خود مباحثہ کے وقت حاضر ہوتا۔ بالخصوص جبکہ وہ خوب جانتا تھا کہ اس مباحثہ کا نتیجہ ایک معصوم بیگناہ کی جان ضائع کرنا ہے۔ تو اس صورت میں مقتضا خدا ترسی کا یہی تھا۔ کہ بہر حال اُفتاں و خیزاں اُس مجلس میں جاتا۔ اور نیز چاہئے تھا کہ قبل ثبوت کسی جُرم کے اُس شہید مظلوم پر یہ سختی روا نہ رکھتا۔ کہ ناحق ایک مدت تک قید کے عذاب میں ان کو رکھتا۔ اور زنجیروں اور ہتھکڑیوں کے شکنجہ میں اُس کو دبایا جاتا۔ اور آٹھ سپاہی برہنہ شمشیروں کیساتھ اس کے سر پر کھڑے کئے جاتے اور اس طرح ایک عذاب اور رُعب میں ڈال کر اُس کو ثبوت دینے سے روکا جاتا۔ پھر اگر اُس نے ایسا نہ کیا تو عادلانہ حکم دینے کے لئے یہ تو اُس کا فرض تھا۔ کہ کاغذات مباحثہ کے اپنے حضور میں طلب کرتا۔ بلکہ پہلے سے یہ تاکید کر دیتا کہ کاغذات مباحثہ کے میرے پاس بھیجدینے چاہئیں اور نہ صرف اس بات پر کفایت کرتا کہ آپ ان کاغذات کو دیکھتا بلکہ چاہیئے تھا۔ کہ سرکاری طور پر ان کاغذات کو چھپوا دیتا کہ دیکھو کیسے یہ شخص ہمارے مولویوں کے مقابل پر مغلوب ہو گیا۔ اور کچھ ثبوت قادیانی کے مسیح موعود ہونے کے بارے میں اور نیز جہاد کی ممانعت میں اور حضرت مسیحؑ کے فوت ہونے کے بارے میں نہ دے سکا۔ ہائے وہ معصوم اس کی نظر کے سامنے ایک بکرے کی طرح ذبح کیا گیا۔ اور باوجود صادق ہونے کے اور باوجود پورا ثبوت دینے کے اور باوجود ایسی استقامت کے کہ صرف اولیاء کو دی جاتی ہے۔ پھر بھی اُس کا پاک جسم پتھروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا۔ اور اُسکی بیوی اور اُس کے یتیم بچوں کو خوست سے گرفتار کر کے بڑی ذلت اور عذاب کے ساتھ کسی اور جگہ حراست میں بھیجا گیا۔ اے نادان! کیا مسلمانوں میں اختلاف مذہب اور رائے کی یہی سزا ہوا کرتی ہے۔ تو نے کیا سوچ کر

یہ خون کردیا سلطنت انگریزی جو اس امیر کی نگاہ میں اور نیز اُس کے مولویوں کے خیال میں ایک کافری سلطنت ہے ۔کس قدر مختلف فرقے اس سلطنت کے زیر سایہ رہتے ہیں ۔کیا اب تک اس سلطنت نے کسی مسلمان یا ہندو کو اس قصور کی بنا پر پھانسی دیدیا کہ اس کی رائے پادریوں کی رائے کے مخالف ہے۔ ہائے افسوس آسمان کے نیچے یہ بڑا ظلم ہؤا کہ ایک بیگناہ معصوم باوجود صادق ہونے کے باوجود اہل حق ہونے کے اور باوجود اس کے کہ وہ ہزارہا معزز لوگوں کی شہادت سے تقوے اور طہارت کے پاک پیرایہ سے مزین تھا۔ اس طرح بیرحمی سے محض اختلاف مذہب کی وجہ سے مارا گیا۔ اس امیر سے وہ گورنر ہزارہا درجہ اچھا تھا جس نے ایک مخبری پر حضرت مسیحؑ کو گرفتار کرلیا تھا یعنے پیلاطوس جس کا آج تک انجیلوں میں ذکر موجود ہے ۔کیونکہ اس نے یہودیوں کے مولویوں کو جبکہ اُنہوں نے حضرت مسیح پر کفر کا فتوے لکھ کر یہ درخواست کی کہ اسکو صلیب دی جائے یہ جواب دیا۔ کہ اس شخص کا میں کوئی گناہ نہیں دیکھتا افسوس اس امیر کو کم سے کم اپنے مولویوں سے یہ تو پوچھنا چاہئے تھا۔ کہ یہ سنگساری کا فتوے کس قسم کے کفر پر دیا گیا۔ اور اس اختلاف کو کیوں کفر میں داخل کیا گیا۔ اور کیوں اُنہیں یہ نہ کہا گیا کہ تمہارے فرقوں میں خود اختلاف بہت ہیں۔ کیا ایک فرقہ کو چھوڑ کر دوسروں کو سنگسار کرنا چاہئیے جس امیر کا یہ طریق اور یہ عدل ہے۔ نہ معلوم وہ خدا کو کیا جواب دیگا +

بعد اس کے کہ فتوے کفر لگا کر شہید مرحوم قیدخانہ میں بھیجا گیا صبح روز شنبہ کو شہید موصوف کو سلام خانہ یعنے خاص مکان دربار امیر صاحب میں بُلایا گیا۔ اُس وقت بھی بڑا مجمع تھا۔ امیر صاحب جب ارک یعنی قلعہ سے نکلے تو راستہ میں شہید مرحوم ایک جگہ بیٹھے تھے اُن کے پاس ہو کر گزرے۔ اور پوچھا کہ اخوندزادہ صاحب کیا فیصلہ ہؤا۔ شہید مرحوم کچھ نہ بولے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ان لوگوں نے ظلم پر کمر باندھی ہے۔ مگر سپاہیوں میں سے کسی نے کہا کہ ملامت ہوگیا یعنے کفر کا فتوے لگ گیا۔ پھر امیر صاحب جب اپنے اجلاس پر آئے تو اجلاس میں بیٹھتے ہی پہلے اخوندزادہ صاحب مرحوم کو بُلایا۔ اور کہا کہ آپ پر کفر کا فتوے لگ گیا ہے۔ اب کہو کہ کیا توبہ کروگے یا سزا پاؤگے۔ تو اُنہوں نے صاف لفظوں میں انکار کیا اور کہا کہ میں حق سے توبہ نہیں کرسکتا

کیا میں جان کے خوف سے باطل کو مان لوں۔ یہ مجھ سے نہیں ہوگا تب امیر نے دوبارہ توبہ کیلئے کہا۔ اور توبہ کی حالت میں بہت امید دی اور وعدہ معافی دیا۔ مگر شہید موصوف نے بڑے زور سے انکار کیا۔ اور کہا کہ مجھ سے یہ امید مت رکھو کہ میں سچائی سے توبہ کروں۔ ان باتوں کو بیان کرنے والے کہتے ہیں۔ کہ یہ سنی سنائی باتیں نہیں بلکہ ہم خود اس مجمع میں موجود تھے اور مجمع کثیر تھا۔ شہید مرحوم ہر ایک فہمائش کا زور سے انکار کرتا تھا اور وہ اپنے لئے فیصلہ کر چکا تھا۔ کہ ضرور ہے کہ میں اس راہ میں جان دوں تب اُس نے یہ بھی کہا کہ میں بعد قتل چھ روز تک پھر زندہ ہو جاؤنگا۔ یہ راقم کہتا ہے۔ کہ یہ قول وحی الٰہی کی بنا پر ہوگا جو اس وقت ہوئی ہوگی۔ کیونکہ اس وقت شہید مرحوم منقطعین میں داخل ہو چکا تھا۔ اور فرشتے اس سے مصافحہ کرتے تھے تب فرشتوں سے یہ خبر پاکر ایسا اس نے کہا۔ اور اس قول کے یہ معنے تھے۔ کہ وہ زندگی جو اولیاء اور ابدال کو دیجاتی ہے چھ روز تک مجھے ملجائیگی اور قبل اس کے جو خدا کا دن آوے یعنے ساتواں دن میں زندہ ہو جاؤنگا۔ اور یاد رہے کہ اولیاء اللہ اور وہ خاص لوگ جو خدا تعالےٰ کی راہ میں شہید ہوتے ہیں۔ وہ چند دنوں کے بعد پھر زندہ کئے جاتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ یعنی تم انکو مردے مت خیال کرو جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں وہ تو زندے ہیں۔ پس شہید مرحوم کا اسی مقام کیطرف اشارہ تھا۔ اور میں نے ایک کشفی نظر میں دیکھا۔ کہ ایک درخت سرو کی ایک بڑی لمبی شاخ ...... جو نہایت خوبصورت اور سرسبز تھی ہمارے باغ میں سے کاٹی گئی ہے۔ اور وہ ایک شخص کے ہاتھ میں ہے۔ تو کسی نے کہا کہ اس شاخ کو اس زمین میں جو میرے مکان کے قریب ہے اُس بیری کے پاس لگا دو جو اس سے پہلے کاٹی گئی تھی۔ اور پھر دوبارہ اُگے گی اور ساتھ ہی مجھے یہ وحی الٰہی ہوئی کہ کابل سے کاٹا گیا اور سیدھا ہماری طرف آیا۔ اس کی میں نے یہ تعبیر کی کہ تخم کی طرح شہید مرحوم کا خون زمین پر پڑا ہے۔ اور وہ بہت بارور ہو کر ہماری جماعت کو بڑھاویگا۔ اس طرف میں نے یہ خواب دیکھی اور اس طرف شہید مرحوم نے کہا کہ چھ روز تک میں زندہ کیا جاؤنگا۔ میری خواب اور شہید مرحوم کے اُس قول کا مآل ایک ہی ہے۔ شہید مرحوم نے مرکر میری جماعت کو ایک نمونہ دیا ہے۔ اور درحقیقت میری جماعت

ایک بڑے نمونہ کی محتاج تھی۔ اب تک ان میں ایسے بھی پائے جاتے ہیں۔ کہ جو شخص ان میں سے ادنےٰ خدمت بجالاتا ہے وہ خیال کرتا ہے۔ کہ اس نے بڑا ...... کام کیا ہے۔ اور قریب ہے کہ وہ میرے پر احسان رکھے۔ حالانکہ خدا کا اس پر احسان ہے۔ کہ اس خدمت کے لئے اس نے اس کو توفیق دی۔ بعض ایسے ہیں کہ پورے زور اور پورے صدق سے اس طرف نہیں آئے۔ اور جس قوت ایمان اور انتہا درجہ کے صدق وصفا کا وہ دعوے کرتے ہیں آخر تک اس پر قائم نہیں رہ سکتے۔ اور دُنیا کی محبت کے لئے دین کو کھو دیتے ہیں۔ اور کسی ادنےٰ امتحان کی بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ خدا کے سلسلے میں بھی داخل ہو کر اُن کی دنیا داری کم نہیں ہوتی۔ لیکن خدا تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ ایسے بھی ہیں کہ وہ سچے دل سے ایمان لائے اور سچے دل سے اس طرف کو اختیار کیا۔ اور اس راہ کے لئے ہر ایک دُکھ اُٹھانے کے لئے طیار ہیں۔ لیکن جس نمونہ کو اس جواں مرد نے ظاہر کر دیا۔ اب تک وہ قوتیں اس جماعت کی مخفی ہیں۔ خدا سب کو وہ ایمان سکھاوے۔ اور وہ استقامت بخشے جس کا اس شہید مرحوم نے نمونہ پیش کیا ہے۔ یہ دنیوی زندگی جو شیطانی حملوں کے ساتھ ملی ہوئی ہے کامل انسان بننے سے روکتی ہے۔ اور اس سلسلہ میں بہت داخل ہونگے۔ مگر افسوس کہ تھوڑے ہیں۔ کہ یہ نمونہ دکھائینگے +

پھر ہم اصل واقعہ کی طرف رجوع کر کے لکھتے ہیں۔ کہ جب شہید مرحوم نے ہر ایک مرتبہ توبہ کرنیکی فہمائش پر توبہ کرنے سے انکار کیا تو امیر نے اُن سے مایوس ہو کر اپنے ہاتھ سے ایک لمبا چوڑا کاغذ لکھا۔ اور اُس میں مولویوں کا فتوے درج کیا اور اُس میں یہ لکھا۔ کہ ایسے کافر کی سنگسار کرنا سزا ہے تب وہ فتوے اخوند زادہ مرحوم کے گلے میں لٹکا دیا گیا۔ اور پھر امیر نے حکم دیا کہ شہید مرحوم کے ناک میں چھید کر کے اس میں رسّی ڈال دی جائے۔ اور اُسی رسّی سے شہید مرحوم کو کھینچ کر مقتل یعنی سنگسار کرنے کی جگہ تک پہنچایا جاوے۔ چنانچہ اس ظالم امیر کے حکم سے ایسا ہی کیا گیا۔ اور ناک کو چھید کر سخت عذاب کے ساتھ اُس میں رسّی ڈالی گئی تب اس

رسّی کے ذریعہ سے شہید مرحوم کو نہایت ٹھٹھے ہنسی اور گالیوں اور لعنت کے ساتھ مقتل تک لے گئے۔ اور امیر اپنے تمام مصاحبوں کے ساتھ اور مع قاضیوں مفتیوں اور دیگر اہلکاروں کے یہ دردناک نظارہ دیکھتا ہُوا مقتل تک پہنچا۔ اور شہر کی ہزارہا مخلوق جن کا شمار کرنا مشکل ہے اس تماشا کے دیکھنے کے لئے گئی جب مقتل پر پہنچے تو شاہزادہ مرحوم کو کمر تک زمین میں گاڑ دیا اور پھر اُس حالت میں جبکہ وہ کمر تک زمین میں گاڑ دیئے گئے تھے امیر اُن کے پاس گیا اور کہا کہ اگر تو قادیانی سے جو مسیح موعود ہونے کا دعوے کرتا ہے انکار کرے تو اب بھی میں تجھے بچا لیتا ہوں۔ اب تیرا آخری وقت ہے اور یہ آخری موقعہ ہے جو تجھے دیا جاتا ہے اور اپنی جان اور اپنے عیال پر رحم کر۔ تب شہید مرحوم نے جواب دیا۔ کہ نعوذ باللہ سچائی سے کیونکر انکار ہو سکتا ہے۔ اور جان کیا حقیقت ہے۔ اور عیال و اطفال کیا چیز ہیں جن کے لئے میں ایمان کو چھوڑ دوں۔ مجھ سے ایسا ہرگز نہیں ہوگا اور مَیں حق کے لئے مرونگا تب قاضیوں اور فقیہوں نے شور مچایا کہ کافر ہے کافر ہے اس کو جلد سنگسار کرو۔ اس وقت امیر اور اس کا بھائی نصر اللہ خاں اور قاضی اور عبد الاحد کمیدان یہ لوگ سوار تھے۔ اور باقی تمام لوگ پیادہ تھے۔ جب ایسی نازک حالت میں شہید مرحوم نے بار بار کہہ دیا۔ کہ میں **ایمان کو جان پر مقدم** رکھتا ہوں تب امیر نے اپنے قاضی کو حکم دیا کہ پہلا پتھر تم چلاؤ کہ تم نے کفر کا فتوے لگایا ہے۔ قاضی نے کہا کہ آپ بادشاہ وقت ہیں آپ چلاویں تب امیر نے جواب دیا کہ شریعت کے تم ہی بادشاہ ہو اور تمہارا ہی فتوے ہے اسمیں میرا کوئی دخل نہیں تب قاضی نے گھوڑے سے اُتر کر ایک پتھر چلایا جس پتھر سے شہید مرحوم کو زخم کاری لگا اور گردن جُھک گئی۔ پھر بعد اس کے بدقسمت امیر نے اپنے ہاتھ سے پتھر چلایا۔ پھر کیا تھا اس کی پیروی سے ہزاروں پتھر اس شہید پر پڑنے لگے۔ اور کوئی حاضرین میں سے ایسا نہ تھا جس نے اس شہید مرحوم کی طرف پتھر نہ پھینکا ہو۔ یہانتک کہ کثرت پتھروں سے شہید مرحوم کے سر پر ایک کوٹھہ پتھروں کا جمع ہوگیا پھر امیر نے واپس ہونے کے وقت کہا کہ یہ شخص کہتا تھا کہ میں چھ روز تک زندہ ہو جاؤنگا اس پر چھ روز تک پہرہ رہنا چاہئے۔ بیان کیا گیا ہے کہ یہ ظلم یعنی سنگسار کرنا ~~۱۴ جولائی~~ کو وقوع میں

آیا۔ اس بیان میں اکثر حصہ اُن لوگوں کا ہے جو اس سلسلہ کے مخالف تھے جنہوں نے یہ بھی اقرار کیا کہ ہم نے بھی پتھر مارے تھے۔ اور بعض ایسے آدمی بھی اس بیان میں داخل ہیں کہ شہید مرحوم کے پوشیدہ شاگرد تھے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ واقعہ اس سے زیادہ دردناک ہے جیساکہ بیان کیا گیا ہے۔ کیونکہ امیر کے ظلم کو پورے طور پر ظاہر کرنا کسی نے روا نہیں رکھا اور جو کچھ ہم نے لکھا ہے بہت سے خطوط کے مشترک مطلب سے ہم نے خلاصۃً لکھا ہے ہر ایک قصہ میں اکثر مبالغہ ہوتا ہے۔ لیکن یہ قصہ ہے کہ لوگوں نے امیر سے ڈر کر اُس کا ظلم پورا پورا بیان نہیں کیا۔ اور بہت سی پردہ پوشی کرنی چاہی۔ شاہزادہ عبداللطیف کے لئے جو **شہادت** مقدر تھی وہ ہوچکی! اب ظالم کا پاداش باقی ہے۔ **انہ من یأت ربہ مجرما فانّ لہ جہنم لا یموت فیہا ولا یحیےٰ**۔ افسوس کہ یہ امیر زیرآیت **من یقتل مومنا متعمدًا** داخل ہوگیا۔ اور ایک ذرہ خداتعالےٰ کا خوف نہ کیا۔ اور مومن بھی ایسا مومن کہ اگر کابل کی تمام سرزمین میں اُس کی نظیر تلاش کی جاے تو تلاش کرنا لاحاصل ہے۔ ایسے لوگ اکسیر احمر کے حکم میں ہیں۔ جو صدق دل سے ایمان اور حق کیلئے جان بھی فدا کرتے ہیں۔ اور زن و فرزند کی کچھ بھی پروا نہیں کرتے۔ **اے عبداللطیف تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تو نے میری زندگی میں ہی اپنے صدق کا نمونہ دکھایا**۔ اور جو لوگ میری جماعت میں سے میری موت کے بعد رہینگے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کیا کام کرینگے +

آں جواں مرد و حبیبِ کردگار	جوہرِ خود کرد آخر آشکار
نقدِ جاں از بہرِ جاناں باختہ	دل ازیں فانی سرا پرداختہ
پُر خطر ہست ایں بیابانِ حیات	صد ہزاراں اژدہائش در جہات
صد ہزاراں آتشے تا آسماں	صد ہزاراں سیلِ خوں خوار و دماں

صد ہزاراں فرسنگے تا کوے یار — دشت پُرخار و بلائش صد ہزار
بنگر ایں شوخی ازاں شیخ عجم — ایں بیاباں کرد طے از یک قدم
ایں چنیں باید خدا را بندۂ — سر پئے دلدار خود افگندۂ
او پئے دلدار از خود مردہ بود — از پئے تریاق زہرے خوردہ بود
تا نوشد جام ایں زہرے کسے — کے رہائی یابد از مرگ آں خسے
زیر ایں موت است پنہاں صد حیات — زندگی خواہی بخور جام ممات
تو کہ گشتی بندۂ حرص و ہوا — ایں طلب در نفس دونِ تو کجا
دل بدیں دنیائے دوں آویختی — آبرو از بہرِ عصیاں ریختی
صد ہزاراں فوج شیطاں در پست — تا بسوزد در جہنم چوں خست
از پئے اُمید یا بہرِ خطر — مے شود ایمان تو زیر و زبر
از برائے ایں سرائے بیوفا — مے نہی دینِ خدا را زیرِ پا
دیں بود دینِ فدائے آں نگار — اے سیہ باطن ترا با دیں چہ کار
پست ہستی لافِ استعلا مزن — وز گلیمِ خویش بیروں پا مزن
خویشتن را نیک اندیشیدۂ — اے ہداک اللہ چہ بدفہمیدۂ
خوش نگرود دلستاں از قیل و قال — تا نمیری زندگی باشد محال
کبر و کیں را ترک کن اے بدخصال — تا بتابد بر تو نورِ ذوالجلال
ایں چنیں بالا ز بالا چوں پری — یا مگر زاں ذات بیچوں منکری
کاخ دنیا را چہ دیدہ استی بنا — کت خوش افتاد ایں فانی سرا
دل چرا عاقل بہ بندد اندریں — ناگہاں باید شدن بیروں ازیں
از پئے دنیا بریدن از خدا — بس ہمیں باشد نشانِ اشقیا
چوں شود بخشائیش حق بر کسے — دل نہ ماند بد نیائش بسے

خوشترش آید بیابانِ تپاں | تا درو نالد زہر دلستاں
پیش از مردن بمیرد حق شناس | زینکہ محکم نیست دنیا را اساس
ہوش کن ایں جائیگہ جائے فناست | باخدا مے باش چوں آخر خداست
زہر قاتل گر بدست خود خوری | من چساں دانم کہ تو دانشوری
بیں کہ ایں عبداللطیفِ پاک مرد | چوں پئے حق خویشتن برباد کرد
جاں بصدق آں دلستاں را دادہ است | تاکنوں در سنگہا افتادہ است
ایں بود رسم و رہِ صدق و وفا | ایں بود مردانِ حق را انتہا
از پئے آں زندہ از خود فانی اند | جاں فشاں بر مسلکِ ربانی اند
فارغ افتادہ ز نام و عزّ و جاہ | دِل ز کف و ز فرق افتادہ کلاہ
دُور تر از خود بہ یار آمیختہ | آبرو از بہرِ روئے ریختہ
ذکر شاں ہم مے دہد یاد از خُدا | صدق ورزاں در جنابِ کبریا
گر بجوئی ایں چنیں ایماں بود | کار بر جویندگاں آساں بود
لیک تو افتادہ در دنیا اسیر | تا نمیری کے رہی زیں دار و گیر
تا نمیری اے سگِ دنیا پرست | دامنِ آں یار کے آید بدست
نیست شو تا بر تو فیضانے رسد | جاں بیفشاں تا دگر جانے رسد
تو گذاری عمر خود در کبر و کیں | چشم بستہ از رہ صدق و یقیں
نیک دل با نیکواں دارد سرے | بر گُہر تف مے زند بد گوہرے
ہست دیں تخم فنا را کاشتن | وز سرِ ہستی قدم برداشتن
چوں بیفتی با دو صد درد و نفیر | کس ہمے خیزد کہ گردد دستگیر
باخبر را دل تپد بر بے خبر | رحم بر کورے کنند اہلِ بصر
ہمچنیں قانونِ قدرت اوفتاد | مر ضعیفاں را قوی آرد بیاد

اپنی جماعت کیلئے بعض نصائح

اسے میری جماعت خدا تعالی آپ لوگون کے ساتہہ ہو وہ قادر کریم آپ لوگون کو سفر آخرت کے لئے ایسا طیار کرے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب طیار کئے گئے تہے خوب یاد رکہو کہ دنیا کچہہ چیز نہین ہے لعنتی ہے وہ زندگی جو محض دنیا کے لئے ہے اور بدقسمت ہے وہ جسکا تمام ہم و غم دُنیا کے لئے ہے ایسا انسان اگر میری جماعت مین ہے تو وہ عبث طور پر میری جماعت مین اپنے تئین داخل کرتا ہے کیونکہ وہ اس خشک ٹہنی کیطرح ہے جو پہل نہین لائے گی

اسے سعادتمند لوگو تم زور کے ساتہہ اس تعلیم مین داخل ہو جو تمہاری نجات کے لئے مجہے دی گئی ہے تم خدا کو واحد لاشریک سمجہو اور اُسکے ساتہہ کسی چیز کو شریک مت کرو نہ آسمان مین سے نہ زمین مین سے خدا اسباب کے استعمال سے تمہیں منع نہین کرتا لیکن جو شخص خدا کو چہوڑ کر اسباب پر ہی بہروسہ کرتا ہے وہ مشرک ہے قدیم سے خدا کہتا چلا آیا ہے کہ پاک دل بننے کے سوا نجات نہین سو تم پاک دل بنجاؤ اور نفسانی کینون اور غصّون سے الگ ہوجاؤ۔ انسان کے نفس امارہ مین کئی قسم کی پلیدیان ہوتی ہین مگر سب سے زیادہ تکبر کی پلیدی ہے اگر تکبر نہ ہوتا تو کوئی شخص کافر نہ رہتا سو تم دل کے مسکین بنجاؤ۔ عام طور پر بنی نوع کی ہمدردی کرو جبکہ تم انہین بہشت دلانے کے لئے وعظ کرتے ہو سو یہ وعظ تمہارا کب صحیح ہو سکتا ہے اگر تم اس چند روزہ دنیا مین انکی بدخواہی کرو خدا تعالی کے فرائض کو دلی خوف سے بجا لاؤ کہ تم اُن سے پوچہے جاؤ گے نمازون مین بہت دعا کرو کہ تا خدا تمہین اپنی طرف کہینچے اور تمہارے دلون کو صاف کرے کیونکہ انسان کمزور ہے ہر ایک بدی جو دور ہوتی ہے وہ خدا تعالی کی قوت سے دور ہوتی ہے اور جبتک انسان خدا سے قوت نہ پاوے کسی بدی کے دور کرنے پر قادر نہین ہو سکتا اسلام صرف یہ نہین ہے کہ رسم کے طور پر اپنے تئین کلمہ گو کہلاؤ بلکہ اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ تمہاری روحین خدا تعالی کے آستانہ پر گر جائین۔

اور خدا اور اسکی احکام ہر ایک پہلو کے رو سے تمہاری دنیا پر تمہیں مقدم ہو جائیں۔

اے میری عزیز جماعت یقیناً سمجھو کہ زمانہ اپنے آخر کو پہنچ گیا ہے اور ایک صریح انقلاب نمودار ہو گیا ہے سو اپنی جانوں کو دھوکہ مت دو اور بہت جلد راستبازی میں کامل ہو جاؤ قرآن کریم کو اپنا پیشوا پکڑو اور ہر ایک بات میں اوس سے روشنی حاصل کرو اور حدیثوں کو بھی ردّی کی طرح مت پھینکو کہ وہ بڑی کام کی ہیں۔ اور بڑی محنت سے ان کا ذخیرہ طیار ہوا ہے۔ لیکن جب قرآن کے قصّوں سے حدیث کا کوئی قصہ مخالف ہو تو ایسی حدیث کو چھوڑ دو تا گمراہی میں نہ پڑو۔ قرآن شریف کو بڑی حفاظت سے خدا تعالیٰ نے تمہارے تک پہنچایا ہے سو تم اُس پاک کلام کا قدر کرو اس پر کسی چیز کو مقدم نہ سمجھو کہ تمام راست روی اور راستبازی اسی پر موقوف ہے کسی شخص کی باتیں لوگوں کے دلوں میں اُسی حد تک موثر ہوتی ہیں جس حد تک اس شخص کی معرفت اور تقویٰ پر لوگوں کو یقین ہوتا ہے۔

اب دیکھو خدا نے اپنی حجت کو تم پر اس طرح پر پورا کر دیا ہے کہ میرے دعویٰ پر ہزارہا دلائل قایم کر کے تمہیں یہ موقعہ دیا ہے کہ تا تم غور کرو کہ وہ شخص جو تمہیں اس سلسلہ کیطرف بلاتا ہے وہ کس درجہ کی معرفت کا آدمی ہے اور کس قدر دلائل پیش کرتا ہے اور تم کوئی عیب افترا یا جھوٹ یا دغا کا میری پہلی زندگی پر نہیں لگا سکتے تا تم یہ خیال کرو کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ اور افترا کا عادی ہے یہ بھی اس نے جھوٹ بولا ہوگا۔ کون تم میں ہے جو میری سوانح زندگی میں کوئی نکتہ چینی کر سکتا ہے پس یہ **خدا کا فضل** ہے کہ جو اس نے ابتدا سے مجھے تقوےٰ پر قایم رکھا اور سوچنے والوں کے لیئے یہ ایک دلیل ہے۔

پھر ماسوا اسکے میرے خدا نے عین صدی کے سر پر مجھے مامور فرمایا اور جس قدر **دلائل** میرے سچا ماننے کیلئے ضروری تھے وہ سب دلائل تمہارے لئے مہیا کر دئیے اور آسمان سے لیکر زمین تک میرے لئے نشان ظاہر کئے اور تمام **نبیوں** نے ابتدا سے آج تک میرے لئے **خبریں** دی ہیں۔ پس اگر یہ کاروبار **انسان** کا ہوتا تو اس قدر دلائل اسمیں کبھی **جمع** نہ ہو سکتے۔ علاوہ

اس کے خدا تعالی کی تمام **کتابین** اس بات پر گواہ ہین کہ **مفتری** کو خدا جلد پکڑتا ہے اور نہایت ذلت سے **ہلاک** کرتا ہے مگر تم دیکھتے ہو کہ میرا **دعوی منجانب اللہ** ہونیکا تئیس برس سے بھی زیادہ کا ہے جیسا کہ **براہین احمدیہ** کے پہلے حصہ پر نظر ڈالکر تم سمجھ سکتے ہو پس ہر ایک عقلمند سوچ سکتا ہے کہ کیا کبھی خدا کی یہ عادت ہوئی اور جب سے انسان کو اوس نے پیدا کیا ہے کیا کبھی اوس نے ایسا کام کیا کہ جو شخص ایسا بدطینت اور چالاک اور گستاخ اور مفتری ہے کہ تئیس برس تک ہر روز نئے دن اور نئی رات مین خدا تعالی پر **افترا** کر کے ایک نئی وحی اور نیا الہام اپنے دل سے **تراشتا** ہے اور پھر لوگون کو یہ کہتا ہے کہ خدا تعالی کی طرف سے یہ **وحی نازل** ہوئی ہے اور خدا تعالی بجائے اسکے کہ ایسے شخص کو ہلاک کرے اپنے زبردست نشانون سے **اسکی تائید** کرے اُسکے دعوی کے ثبوت کے لئے آسمان پر چاند اور سورج کو پیشگوئی کے موافق **گرہن** مین ڈالے اور اس طرح پر وہ پیشگوئی جو پہلی کتابون اور قرآن شریف اور حدیثون مین اور خود اسکی کتاب براہین احمدیہ مین تہی پوری کر کے دُنیا مین دکہاوے اور سچون کی طرح عین صدی کے سر پر اوسکو **مبعوث** کرے اور عین **صلیبی غلبہ** کے وقت مین جس کے لئے **کاسر صلیب** مسیح موعود آنا چاہیئے تہا اوس کو اس دعوے کے ساتہہ کھڑا کر دے اور ہر ایک قدم مین اسکی تائید کرے اور دس لاکہہ سے زیادہ اسکی تائید مین نشان دکہاوے اور اوسکو دُنیا مین **عزت** دے اور زمین پر اس کی قبولیت پہیلاوے اور صدہا پیشگوئیان اُس کے حق مین پوری کرے اور نبیون کے مقرر کردہ دنون مین جو مسیح موعود کے ظہور کیلئے مقرر ہین اُسکو پیدا کرے اور اوس کی **دعائین** قبول فرماوی اور اوسکے **بیان** مین تاثیر ڈالدے اور ایسا ہی ہر ایک پہلو سے اوسکی تائید کرے حالانکہ جانتا ہے کہ وہ جہوٹا ہے اور ناحق عمدًا اوسپر افترا کر رہا ہے **کیا بتا سکتے** ہو کہ یہ کرم و فضل کا معاملہ پہلے مجہہ سے خدا تعالی نے کسی مفتری سے کیا :

پس اے بندگانِ خدا غافل مت ہو اور شیطان تمہین وساوس مین نہ ڈالے یقینًا سمجہو

کہ یہ وہی وعدہ پورا ہوا ہے جو قدیم سے خدا کے پاک نبی کرتے آئے ہیں۔ آج خدا کے مرسل اور شیطان کا آخری جنگ ہے۔ اور یہ وہی وقت اور وہی زمانہ ہے۔ جیسا کہ دانیال نبی نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا تھا۔ میں ایک فضل کی طرح اہل حق کے لئے آیا پر مجھ سے ٹھٹھا کیا گیا۔ اور مجھے کافر اور دجال ٹھیرایا گیا اور بے ایمانوں میں سے مجھے سمجھا گیا۔ اور ضرور تھا کہ ایسا ہی ہوتا تا وہ پیشگوئی پوری ہوتی جو آیت غیر المغضوب علیہم کے اندر مخفی ہے کیونکہ خدا نے منعم علیہم کا وعدہ کرکے اس آیت میں بتادیا ہے۔ کہ اس امت میں وہ یہودی بھی ہونگے جو یہود کے علماء سے مشابہ ہونگے جنہوں نے حضرت عیسیٰؑ کو سولی دینا چاہا اور جنہوں نے عیسیٰؑ کو کافر اور دجال اور ملحد قرار دیا تھا۔ اب سوچو کہ یہ کس بات کیطرف اشارہ تھا اسی بات کی طرف اشارہ تھا کہ مسیح موعود اس امت میں سے آنیوالا ہے اسلئے اسکے زمانہ میں یہود کے رنگ کے لوگ بھی پیدا کئے جائیں گے جو اپنے زعم میں علماء کہلائینگے سو آج تمہارے ملک میں وہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ اگر یہ علماء موجود نہ ہوتے تو اب تک تمام باشندے اس ملک کے جو مسلمان کہلاتے ہیں مجھے قبول کرلیتے۔ پس تمام منکروں کا گناہ ان لوگوں کی گردن پر ہے۔ یہ لوگ راستبازی کے محل میں نہ آپ داخل ہوتے ہیں نہ کم فہم لوگوں کو داخل ہونے دیتے ہیں کیا کیا مکر ہیں جو کر رہے ہیں اور کیا کیا منصوبے ہیں جو اندر ہی اندر ان کے گھروں میں ہو رہے ہیں مگر کیا وہ خدا پر غالب آجائینگے اور کیا وہ اس قادر مطلق کے ارادہ کو روک دینگے جو تمام نبیوں کے زبانی ظاہر کیا گیا ہے وہ اس ملک کے شریر امیروں اور بدقسمت دولتمند دنیاداروں پر بھروسا رکھتے ہیں مگر خدا کی نظر میں وہ کیا ہیں صرف ایک مری ہوئے کیڑے ۔

اے تمام لوگو سن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلاوے گا اور حجت اور برہان کے رو سے سب پر انکو غلبہ بخشیگا وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائیگا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت

ڈالیگا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنیکا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہہ غلبہ ہمیشہ رہیگا یہان تک کہ قیامت آجائے گی۔ اگر اب مجھہ سے ٹھٹھا کرتے ہین تو اس ٹھٹھے سے کیا نقصان کیونکہ کوئی نبی نہین جس سے ٹھٹھا نہین کیا گیا۔ پس ضرور تہا کہ مسیح موعود سے بہی ٹھٹھا کیا جاتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

یٰحَسۡرَۃً عَلَی الۡعِبَادِ مَا یَاۡتِیۡہِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا کَانُوۡا بِہٖ یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ

پس خدا کی طرف سے یہ نشانی ہے کہ ہر ایک نبی سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے مگر ایسا آدمی جو تمام لوگون کے روبرو آسمان سے اُترے اور فرشتے بہی اُسکے ساتہہ ہون اُس سے کون ٹھٹھا کرے گا۔ پس اس دلیل سے بہی عقلمند سمجہہ سکتا ہے کہ مسیح موعود کا آسمان سے اُترنا محض جہوٹا خیال ہے یاد رکہو کہ کوئی آسمان سے نہین اُترے گا ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہین وہ تمام مرینگے اور کوئی اُن مین سے عیسٰے ابن مریم کو آسمان سے اُترتے نہین دیکھے گا اور پہر اونکی اولاد جو باقی رہے گی وہ بہی مرے گی اور انہین سے بہی کوئی آدمی عیسٰے ابن مریم کو آسمان سے اُترتے نہین دیکہے گا اور پہر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بہی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اُترتے نہین دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلون مین گہبراہٹ ڈالیگا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بہی گذر گیا اور دنیا دوسرے رنگ مین آگئی مگر مریم کا بیٹا عیسٰے ابتک آسمان سے نہ اُترا۔ تب دانشمند یک دفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائینگے۔ اور ابہی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہین ہوگی کہ عیسٰے کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جہوٹے عقیدہ کو چہوڑینگے اور دنیا مین ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ مین تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہون سو میرے ہاتہہ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑہے گا اور پہولے گا اور کوئی نہین جو اُس کو روک سکے۔

اور یہ خیال مت کرو کہ آریہ یعنے ہند و دیانندی مذہب والے کچھ چیز ہین وہ صرف اوس زنبور کی طرح ہین جسمین بجز نیش زنی کے اور کچہہ نہین۔ وہ نہین جانتے کہ توحید کیا چیز ہے

اور روحانیت سے بے بہرے **بے نصیب** ہین۔ عیب چینی کرنا اور خدا کے پاک رسولون کو گالیان
دینا اُن کا کام ہے اور بڑا کمال ان کا یہی ہے کہ شیطانی وساوس سے اعتراضات کے ذخیرے
جمع کر رہے ہین اور تقوٰے اور طہارت کی روح اُن مین نہین۔ یاد رکھو کہ بغیر روحانیت کے
کوئی مذہب چل نہین سکتا۔ اور مذہب بغیر روحانیت کے کچھہ بھی چیز نہین۔ جس مذہب
مین روحانیت نہین اور جس مذہب مین خدا کے ساتہہ مکالمہ کا تعلق نہین اور صدق وصفا
کی روح نہین اور آسمانی کشش اُسکے ساتہہ نہین اور فوق العادت تبدیلی کا نمونہ اُسکے پاس
نہین **وہ مذہب مُردہ ہے** اس سے مت ڈرو۔ ابھی تم مین سے لاکھون اور کروڑان
انسان زندہ ہون گے کہ اس مذہب کو **نابود** ہوتے دیکھ لوگے۔ کیونکہ یہ مذہب آریا کا زمین
سے ہے نہ آسمان سے اور زمین کی باتین پیش کرتا ہے نہ آسمان کی پس تم خوش ہو اور خوشی
سے اُچھلو کہ خدا تمہارے ساتہہ ہے اگر تم صدق اور ایمان پر قایم رہوگے تو فرشتے تمہین
تعلیم دین گے اور آسمانی سکینت تم پر اُترے گی اور روح القدس سے مدد دیے جاؤگے اور
خدا ہر ایک قدم مین تمہارے ساتہہ ہوگا اور کوئی تم پر غالب نہین ہو سکے گا خدا کے فضل کی صبر
سے انتظار کرو گالیان سُنو اور چُپ رہو۔ مارین کہاؤ اور صبر کرو اور حتے المقدور بدی کے مقابلہ
سے پرہیز کرو تا آسمان پر تمہاری قبولیت لکھی جاوے یقیناً یاد رکھو کہ جو لوگ خدا سے ڈرتے ہین اور
دل اون کے خدا کے خوف سے پگہل جاتے ہین اونہین کے ساتہہ خدا ہوتا ہے اور وہ اونکے دشمنون
کا دشمن ہو جاتا ہے دُنیا صادق کو نہین دیکھتی پر خدا جو علیم وخبیر ہے وہ صادق کو دیکھہ لیتا ہے پس اپنے
ہاتہہ سے اوسکو بچاتا ہے کیا وہ شخص جو سچے دل سے تم سے پیار کرتا ہے اور سچ مچ تمہارے لئے مرنیکو بھی طیار
ہوتا ہی اور تمہاری منشاء کے موافق تمہاری اطاعت کرتا ہے اور تمہارے لئے سب کچھہ چھوڑتا ہی کیا تم اوس سے
پیار نہین کرتے اور کیا تم اوسکو سب سے عزیز نہین سمجھتے پس جبکہ تم انسان ہو کر پیار کے بدلہ مین پیار کرتے ہو
پہر کیونکر خدا نہین کریگا خدا خوب جانتا ہے کہ واقعی اوسکا وفادار دوست کون ہی اور کون غدار اور دُنیا
کو مقدم رکھنے والا ہے سو تم اگر ایسے وفادار ہو جاؤگے تو تم مین اور تمہاری غیر مین خدا کا ہاتہہ ایک فرق قایم کر کے دکہلائیگا

ذکر اس پیشگوئی کا جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۱ میں درج ہے

مع اس پیشگوئی کے جو براہین کے صفحہ ۵۱۰ میں مندرج ہے یعنے وہ پیشگوئی جو صاحبزادہ مولوی محمد عبد اللطیف صاحب مرحوم اور میاں عبد الرحمٰن مرحوم کی شہادت کی نسبت ہے اور وہ پیشگوئی جو میرے محفوظ رہنے کی نسبت ہے

واضح ہو کہ براہین احمدیہ کے صفحہ پانچسو دس اور صفحہ پانچسو گیارہ میں یہ پیشگوئیاں ہیں۔ وان لم یعصمک الناس یعصمک اللّٰہ من عندہٖ یعصمک اللّٰہ من عندہٖ وان لم یعصمک الناس شاتان تذبحان وکل من علیھا فان۔ ولا تھنوا ولا تحزنوا الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ۔ الم تعلم ان اللّٰہ علٰی کل شیءٍ قدیر۔ وجئنابک علٰی ھٰؤلاء شھیدا۔ وفی اللّٰہ اجرک۔ ویرضی عنک ربک۔ ویتم اسمک وعسٰی ان تحبوا شیئًا وھو شر لکم۔ وعسٰی ان تکرھوا شیئًا وھو خیر لکم واللّٰہ یعلم وانتم لا تعلمون

ترجمہ۔ اگرچہ لوگ تجھے قتل ہونے سے نہ بچائیں لیکن خدا تجھے بچائیگا۔ خدا تجھے ضرور قتل ہونیسے بچائیگا اگرچہ لوگ نہ بچائیں۔ یہہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ لوگ تیرے قتل کے لئے سعی اور کوشش کرینگے خواہ اپنے طور سے اور خواہ گورنمنٹ کو دھوکہ دیکر مگر خدا اُنکو اُن کی تدبیروں میں نامراد رکھیگا یہ ارادہ الٰہی اس غرض سے ہے۔ کہ اگرچہ قتل ہونا مومن کے لئے شہادت ہے۔ لیکن عادت اللہ اسی طرح ہے کہ دو قسم کے مرسل من اللہ قتل نہیں ہوا کرتے (۱) ایک وہ نبی جو سلسلہ کے اول پر آتے ہیں جیسا کہ سلسلہ موسویہ میں حضرت موسےٰ اور سلسلہ محمدیہ میں ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

(۲) دوسرے وہ نبی اور مامور من اللہ جو سلسلہ کے آخر میں آتے ہیں جیسے کہ سلسلہ موسویہ میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور سلسلہ محمدیہ میں یہ عاجز یہی راز ہے کہ جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت قرآن شریف میں یعصمک اللّٰہ کی بشارت ہے۔ ایسا ہی اس خدا کی وحی میں میرے لئے یعصمک اللّٰہ کی بشارت ہے۔ اور سلسلہ کے اول اور آخر کے مُرسل کو قتل سے محفوظ رکھنا اس حکمت آلہی کے تقاضا سے ہے۔ کہ اگر اول سلسلہ کا مرسل جو صدر سلسلہ ہے شہید کیا جاے تو عوام کو اس مرسل کی نسبت بہت شبہات پیدا ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ ہنوز وہ اس سلسلہ کی پہلی اینٹ ہوتا ہے۔ پس اگر سلسلہ کی بُنیاد پڑتے ہی اس سلسلہ پر پتھر پڑیں کہ جو بانی سلسلہ ہے وہی قتل کیا جاے تو یہ ابتلا عوام کی برداشت سے برتر ہوگا۔ اور ضرور وہ شبہات میں پڑینگے۔ اور ایسے بانی کو نعوذباللہ مفتری قرار دینگے۔ مثلاً اگر حضرت موسےٰ فرعون کے روبرو جاکر اُسی روز قتل کئے جاتے یا ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس روز جس دن قتل کے لئے مکہ میں آپ کے گھر کا محاصرہ کیا گیا تھا کافروں کے ہاتھ سے شہید کئے جاتے۔ تو شریعت اور سلسلہ کا وہیں خاتمہ ہو جاتا اور بعد اس کے کوئی نام بھی نہ لیتا پس یہی حکمت تھی کہ باوجود ہزاروں جانی دشمنوں کے نہ حضرت موسےٰ شہید ہو سکے۔ اور نہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم شہید ہو سکے۔ اور اگر آخر سلسلہ کا مُرسَل شہید کیا جاے تو عوام کی نظر میں خاتمہ سلسلہ پر ناکامی اور نامرادی کا داغ لگایا جائیگا۔ اور خدا تعالےٰ کا منشاء یہ ہے کہ خاتمہ سلسلہ کا فتح اور کامیابی کے ساتھ ہو۔ کیونکہ حکم خواتیم پر ہوتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کا منشاء ہرگز نہیں ہے کہ خاتمہ سلسلہ پر دشمن ملعون کو کوئی خوشی پُہنچے جیسا کہ اس کا منشاء نہیں ہے کہ سلسلہ کی ابتدا میں ہی پہلی اینٹ کے ٹوٹنے سے ہی دشمن لعنتی خوشی سے بغلیں بجاویں۔ پس اسلئے حکمت آلہیہ نے سلسلہ موسویہ کے آخر میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو صلیب کی موت سے بچالیا۔ اور سلسلہ محمدیہ کے آخر میں بھی اسی غرض سے کوشش کی گئی یعنے خون کا دعوے کیا گیا تا محمدی مسیح کو صلیب پر کھینچا جائے۔ مگر خدا کا فضل پہلے مسیح کی نسبت بھی اس مسیح پر زیادہ جلوہ نما ہُوا اور سزائے موت سے اور ہر ایک سزا سے محفوظ رکھا۔ غرض چونکہ اول اور آخر سلسلہ کے وہ دیوارین

ہیں۔اور دو پشتیبان ہیں۔اسلئے عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے۔کہ اول سلسلہ اور آخر سلسلہ کے مرسل کو قتل سے محفوظ رکھتا ہے۔اگرچہ شریر اور خبیث آدمی بہت کوشش کرتے ہیں کہ قتل کر دیں مگر خدا کا ہاتھ اُن کے ساتھ ہوتا ہے۔بعض وقت نادان دشمن دھوکہ سے یہ خیال کرتا ہے کہ کیا میں نیک نہیں ہوں اور کیا میں نماز اور روزہ کا پابند نہیں۔جیسا کہ یہود کے فقیہوں اور فریسیوں کو یہی خیال تھا بلکہ بعض اُن میں سے حضرت عیسےٰ کے وقت میں مُلہم ہونیکا بھی دعوے کرتے تھے مگر ایسا نادان یہ نہیں جانتا کہ جو خدا کے صادق بندے ہوتے ہیں۔اور گہرے تعلق اُس کے ساتھ رکھتے ہیں۔وہ اُس صدق اور وفا اور محبت الٰہیہ سے رنگین ہوتے ہیں۔کہ خدا تعالےٰ کو اُن کا ساتھ دینا پڑتا ہے۔اور اُن کے دشمن کو ہلاک کرتا ہے۔جیسا کہ بلعم نے تکبّر اور غرور سے یہ خیال کیا کہ کیا موسےٰ مجھ سے بہتر ہے۔مگر موسےٰ کا خدا کے ساتھ ایک تعلق تھا جس کو لفظ ادا نہیں کر سکتے اور جو بیان کرنے میں نہیں آسکتا۔اس لئے اندھا بلعم اُس تعلّق سے بیخبر رہا اور جو اپنے سے بہت بڑا تھا اُس کا مقابلہ کرکے مارا گیا۔سو ہمیشہ یہ امر واقع ہوتا ہے کہ جو خدا کے خاص حبیب اور وفادار بندے ہیں اُنکا صدق خدا کے ساتھ اُس حد تک پہنچ جاتا ہے۔کہ دُنیا اندھی اُسکو دیکھ نہیں سکتی۔اسلئے ہر ایک سجادہ نشینوں اور مولویوں میں سے اُنکے مقابلہ کے لئے اُٹھتا ہے۔اور وہ مقابلہ اُس سے نہیں بلکہ خدا سے ہوتا ہے بھلا یہ کیونکر ہو سکے کہ جس شخص کو خدا نے ایک عظیم الشان غرض کے لئے پیدا کیا ہے۔اور جس کے ذریعہ سے خدا چاہتا ہے۔کہ ایک بڑی تبدیلی دُنیا میں ظاہر کرے۔ایسے شخص کو چند جاہل اور بُزدل اور خام اور ناتمام اور بیوفا زاہدوں کی خاطر سے ہلاک کر دے۔اگر دو کشتیوں کا باہم ٹکراؤ ہو جاوے جنمیں سے ایک ایسی ہے۔کہ اُسمیں بادشاہ وقت جو عادل اور کریم الطبع اور فیاض اور سعید النفس ہے مع اپنے خاص ارکان کے سوار ہے۔اور دوسری کشتی ایسی ہے جسمیں چند چوہڑے یا چمار یا ساہنسی بدمعاش بدوضع بیٹھے ہیں۔اور ایسا موقع آپڑا ہے۔کہ ایک کشتی کا بچاؤ اس میں ہے کہ دوسری کشتی مع اُس کی سواروں کے تباہ کی جائے تو اب بتلاؤ کہ اُسوقت کونسی کارروائی بہتر ہوگی۔کیا اُس بادشاہ عادل کی کشتی تباہ کیجائیگی یا ان بدمعاشوں کی کشتی کہ جو حقیر و ذلیل ہیں تباہ کردی جائیگی۔مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ بادشاہ کی کشتی

بڑی زور اور حمایت سے بچائی جائیگی۔ اور اُن چوہڑوں چماروں کی کشتی تباہ کردی جائیگی۔ اور وہ بالکل لاپروا سے ہلاک کردئیے جائینگے۔ اور اُن کے ہلاک ہونے میں خوشی ہوگی۔ کیونکہ دنیا کو بادشاہ عادل کے وجود کی بہت ضرورت ہے۔ اور اس کا مرنا ایک عالم کا مرنا ہے۔ اگر چند چوہڑے اور چمار مر گئے تو اُن کی موت سے کوئی خلل دنیا کے انتظام میں نہیں آسکتا۔ پس خدا تعالیٰ کی یہی سنت ہے کہ جب اُس کے مُرسلوں کے مقابل پر ایک اور فریق کھڑا ہو جاتا ہے۔ تو گو وہ اپنے خیال میں کیسے ہی اپنے تئیں نیک قرار دیں اُنہیں کو خدا تعالےٰ تباہ کرتا ہے۔ اور اُنہیں کی ہلاکت کا وقت آجاتا ہے۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتا کہ جس غرض کے لئے اپنے کسی مرسل کو مبعوث فرماتا ہے اسکو ضائع کرے۔ کیونکہ اگر ایسا کرے تو پھر وہ خود اپنی غرض کا دشمن ہوگا۔ اور پھر زمین پر اُس کی کون عبادت کریگا۔ دُنیا کثرت کو دیکھتی ہے اور خیال کرتی ہے۔ کہ یہ فریق بہت بڑا ہے سو یہ اچھا ہے اور نادان خیال کرتا ہے۔ کہ یہ لوگ ہزاروں لاکھوں مساجد میں جمع ہوتے ہیں کیا یہ بُرے ہیں۔ مگر خدا کثرت کو نہیں دیکھتا وہ دلوں کو دیکھتا ہے خدا کے خاص بندوں میں محبت الٰہی اور صدق اور وفا کا ایک ایسا خاص نور ہوتا ہے کہ اگر میں بیان کرسکتا تو بیان کرتا۔ لیکن میں کیا بیان کروں جب سے دُنیا ہوئی اِس راز کو کوئی نبی یا رسول بیان نہیں کرسکا۔ خدا کے باوفا بندوں کی اس طور سے آستانہ الٰہی پر رُوح گرتی ہے۔ کہ کوئی لفظ ہمارے پاس نہیں کہ اُس کیفیت کو دکھلا سکے ✦

اب بعد اس کے بقیہ ترجمہ کر کے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ اگرچہ میں تجھے قتل سے بچاؤنگا۔ مگر تیری جماعت میں سے دو بکریاں ذبح کی جائینگی۔ اور ہر ایک جو زمین پر ہے آخر فنا ہوگا یعنے بیگناہ اور معصوم ہونے کی حالت میں قتل کی جائینگی۔ یہ خدا تعالےٰ کی کتابوں میں محاورہ ہے۔ کہ بیگناہ اور معصوم کو بکرے یا بکری سے تشبیہ دی جاتی ہے اور کبھی گایوں سے بھی تشبیہ دی جاتی ہے۔ سو خدا تعالےٰ نے اس جگہ انسان کا لفظ چھوڑ کر بکری کا لفظ استعمال کیا۔ کیونکہ بکری میں دو ہنر ہیں وہ دودھ بھی دیتی ہے۔ اور پھر اُس کا گوشت بھی کھایا جاتا ہے۔ اور یہ پیشگوئی شہید مرحوم مولوی محمد عبداللطیف اور اُنکے شاگرد عبدالرحمٰن کے

بارے میں ہے کہ جو براہین احمدیہ کے لکھے جانے کے بعد پورے تئیس[۲۳] برس بعد پوری ہوئی۔ اب تک لاکھوں کروڑوں انسانوں نے اس پیشگوئی کو میری کتاب براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۱ میں پڑھا ہوگا۔ اور ظاہر ہے کہ جیسا کہ ابھی میں نے لکھا ہے بکری کی صفتوں میں سے ایک دودھ دینا ہے۔ اور ایک اُسکا گوشت ہے جو کھایا جاتا ہے۔ یہ دونوں بکری کی صفتیں مولوی عبد اللطیف صاحب مرحوم کی شہادت سے پوری ہوئیں۔ کیونکہ مولوی صاحب موصوف نے مباحثہ کے وقت انواع اقسام کے معارف اور حقائق بیان کرکے مخالفوں کو دودھ دیا۔ گو بدقسمت مخالفوں نے وہ دودھ نہ پیا اور پھینکدیا اور پھر شہید مرحوم نے اپنی جان کی قربانی سے اپنا گوشت دیا اور خون بہایا۔ تا مخالف اس گوشت کو کھاویں۔ اور اس خون کو پیویں یعنے محبت کے رنگ میں اور اس طرح اُس پاک قربانی سے فائدہ اُٹھاویں اور سوچ لیں کہ جس مذہب اور جس عقیدہ پر وہ قائم ہیں۔ اور جس پر اُن کے باپ دادے مر گئے کیا ایسی قربانی کبھی انہوں نے کی کیا ایسا صدق اور اخلاص کبھی کسی نے دکھلایا۔ کیا ممکن ہے کہ جب تک انسان یقین سے بھر کر خدا کو نہ دیکھے وہ ایسی قربانی دیسکے بیشک ایسا خون اور ایسا گوشت ہمیشہ حق کے طالبوں کو اپنی طرف دعوت کرتا رہیگا جب تک کہ دُنیا ختم ہو جاوے۔ غرض چونکہ صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف صاحب کو ان دو صفتوں کی وجہ سے بکری سے بہت مشابہت تھی۔ اور میاں عبد الرحمٰن بھی بکری سے مشابہت رکھتا تھا۔ اس لئے ان کو بکری کے نام سے یاد کیا گیا اور چونکہ خدا تعالےٰ جانتا تھا کہ اس راقم اور اسکی جماعت پر اس ناحق کے خون سے بہت صدمہ گذریگا۔ اس لئے اس وحی کے مابعد آنیوالے فقروں میں تسلّی اور عزا پرسی کے رنگ میں کلام نازل فرمایا جو ابھی عربی میں لکھ چکا ہوں جس کا یہ ترجمہ ہے۔ کہ اس مصیبت اور اُس سخت صدمہ سے تم غمگین اور اُداس مت ہو کیونکہ اگر دو آدمی تم میں سے مارے گئے تو خدا تمہارے ساتھ ہے۔ وہ دو کے عوض ایک قوم تمہارے پاس لائیگا۔ اور وہ اپنے بندہ کے لئے کافی ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ اور یہ لوگ جو ان دو مظلوموں کو شہید کرینگے۔ ہم تجھ کو ان پر قیامت میں گواہ لائینگے۔ اور کہ کس گناہ سے انہوں نے شہید کیا تھا۔ اور خدا تیرا اجر دیگا اور تجھ سے راضی ہوگا۔ اور تیرے نام کو پورا کریگا یعنے احمد کے نام کو جس کے یہ معنے ہیں

کہ خدا کی بہت تعریف کرنیوالا اور وہی شخص خدا کی بہت تعریف کرتا ہے جس پر خدا کے انعام اکرام بہت نازل ہوتے ہیں۔ پس مطلب یہ ہے کہ خدا تجھ پر انعام اکرام کی بارش کریگا۔ اسلئے تو سب سے زیادہ اُس کا ثنا خواں ہوگا تب تیرا نام جو احمد ہے پورا ہو جائیگا۔ پھر بعد اس کے فرمایا کہ ان شہیدوں کے مارے جانے سے غم مت کرو۔ ان کی شہادت میں حکمت الٰہی ہے۔ اور بہت باتیں ہیں جو تم چاہتے ہو کہ وہ وقوع میں آویں۔ حالانکہ ان کا واقع ہونا تمہارے لئے اچھا نہیں ہوتا۔ اور بہت امور ہیں جو تم چاہتے ہو کہ وہ واقع نہ ہوں۔ حالانکہ اُن کا واقع ہونا تمہارے لئے اچھا ہوتا ہے۔ اور خدا خوب جانتا ہے کہ تمہارے لئے کیا بہتر ہے۔ مگر تم نہیں جانتے۔ اس تمام وحی الٰہی میں یہ سمجھایا گیا ہے کہ صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف مرحوم کا اس بیرحمی سے مارا جانا اگرچہ ایسا امر ہے کہ اس کے سُننے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے (وما رئینا ظلمًا اغیظ من ھذا) لیکن اس خون میں بہت برکات ہیں کہ بعد میں ظاہر ہونگے۔ اور کابل کی زمین دیکھ لیگی کہ یہ خون کیسے کیسے پھل لائیگا۔ یہ خون کبھی ضائع نہیں جائیگا۔ پہلے اس سے غریب عبد الرحمن میری جماعت کا ظلم سے مارا گیا اور خدا چپ رہا مگر اس خون پر اب وہ چپ نہیں رہیگا۔ اور بڑے بڑے نتائج ظاہر ہونگے۔ چنانچہ سُنا گیا ہے کہ جب شہید مرحوم کو ہزاروں پتھروں سے قتل کیا گیا تو انہیں دنوں میں سخت ہیضہ کابل میں پھوٹ پڑا اور بڑے بڑے ریاست کے نامی اس کا شکار ہو گئے۔ اور بعض امیر کے رشتہ دار اور عزیز بھی اس جہان سے رخصت ہوئے۔ مگر ابھی کیا ہے یہ خون بڑی بیرحمی کے ساتھ کیا گیا ہے۔ اور آسمان کے نیچے ایسے خون کی اس زمانہ میں نظیر نہیں ملیگی۔ ہائے اس نادان امیر نے کیا کیا۔ کہ ایسے معصوم شخص کو کمال بیدردی سے قتل کر کے اپنے تئیں تباہ کر لیا۔ اے کابل کی زمین تو گواہ رہ کہ تیرے پر سخت جرم کا ارتکاب کیا گیا۔ اے بدقسمت زمین تو خدا کی نظر سے گر گئی کہ تو اس ظلم عظیم کی جگہ ہے +

ایک جدید کرامت مولوی عبد اللطیف صاحب مرحوم کی

جب میں نے اس کتاب کو لکھنا شروع کیا تو میرا ارادہ تھا کہ قبل اس کے جو ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۳ء کو

بمقام گورداسپور ایک مقدمہ پر جاؤں جو ایک مخالف کی طرف سے فوجداری میں میرے پر دائر ہے یہ رسالہ تالیف کر لوں اور اس کو ساتھ لے جاؤں۔ تو ایسا اتفاق ہوا کہ مجھے درد گردہ سخت پیدا ہوا۔ میں نے خیال کیا کہ یہ کام نا تمام رہ گیا صرف دو چار دن ہیں اگر میں اسی طرح درد گردہ میں مبتلا رہا جو ایک مہلک بیماری ہے۔ تو یہ تالیف نہیں ہو سکے گا تب خدا تعالیٰ نے مجھے دعا کی طرف توجہ دلائی میں نے رات کے وقت میں جبکہ تین گھنٹے کے قریب بارہ بجے کے بعد رات گذر چکی تھی اپنے گھر کے لوگوں سے کہا کہ اب میں دعا کرتا ہوں تم آمین کہو سو میں نے اسی دردناک حالت میں صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف کے تصور سے دعا کی۔ کہ یا الٰہی اس مرحوم کے لئے میں اس کو لکھنا چاہتا تھا تو ساتھ ہی مجھے غنودگی ہوئی اور الہام ہوا سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ۔ یعنی سلامتی اور عافیت ہے یہ خدائے رحیم کا کلام ہے پس قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ ابھی صبح کے چھ نہیں بجے تھے کہ میں بالکل تندرست ہو گیا۔ اور اسی روز نصف کے قریب کتاب کو لکھ لیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

ایک ضروری امر اپنی جماعت کی توجہ کے لئے

اگرچہ میں خوب جانتا ہوں کہ جماعت کے بعض افراد ابھی تک اپنی روحانی کمزوری کی حالت میں ہیں۔ یہاں تک کہ بعض کو اپنے وعدوں پر بھی ثابت رہنا مشکل ہے۔ لیکن جب میں اس استقامت اور جانفشانی کو دیکھتا ہوں جو صاحبزادہ مولوی محمد عبد اللطیف مرحوم سے ظہور میں آئی تو مجھے اپنی جماعت کی نسبت بہت امید بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ جس خدا نے بعض افراد اس جماعت کو یہ توفیق دی کہ نہ صرف مال بلکہ جان بھی اس راہ میں قربان کر گئے۔ اس خدا کا صریح یہ منشاء معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ بہت سے ایسے افراد اس جماعت میں پیدا کرے جو صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف کی روح رکھتے ہوں اور ان کی روحانیت کا ایک نیا پودہ ہوں۔ جیسا کہ میں نے کشفی حالت میں واقعہ شہادت مولوی صاحب موصوف کے قریب دیکھا کہ ہمارے باغ میں سے ایک بلند شاخ سرو کی کاٹی گئی✢ اور میں نے کہا کہ

✢ اس سے پہلے ایک صریح وحی الٰہی صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف صاحب مرحوم کی نسبت ہوئی تھی جبکہ وہ زندہ تھے بلکہ قادیان میں ہی موجود تھے اور یہ وحی الٰہی میگزین انگریزی ۹ فروری ۱۹۰۳ء میں اور الحکم ۱۷ جنوری ۱۹۰۳ء اور البدر ۱۶ جنوری ۱۹۰۳ء کالم ۲ میں شائع ہو چکی ہے جو مولوی صاحب کے مارے جانیکے بارہ میں ہے اور وہ یہ ہے کہ قُتِلَ خَيْبَةً وَزِيْدَ هَيْبَةً۔ یعنی ایسی حالت میں مارا گیا کہ اس کی بات کو کسی نے نہ سنا اور اس کا مارا جانا ایک ہیبت ناک امر تھا یعنی لوگوں کو بہت ہیبت ناک معلوم ہوا اور اس کا بڑا اثر دلوں پر ہوا۔ منہ

اس شاخ کو زمین میں دوبارہ نصب کر دو تا وہ بڑھے اور پھولے۔ سو میں نے اس کی یہی تعبیر کی کہ خدا تعالےٰ بہت سے اُن کے قائم مقام پیدا کر دیگا۔ سو میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی وقت میرے اِس کشف کی تعبیر ظاہر ہو جائیگی۔ مگر ابھی تک یہ حال ہے۔ کہ اگر میں ایک تھوڑی سی بات بھی اس سلسلہ کے قایم رکھنے کیلئے جماعت کے آگے پیش کرتا ہوں تو ساتھ ہی میرے دل میں خیال آتا ہے۔ کہ مبادا اس بات سے کسی کو ابتلا پیش آوے۔ اب ایک ضروری بات جو اپنی جماعت کے آگے پیش کرنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ لنگر خانہ کے لئے جسقدر میری جماعت وقتاً فوقتاً مدد کرتی رہتی ہے وہ قابل تعریف ہے۔ ہاں اس مدد میں پنجاب نے بہت حصہ لیا ہوا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ پنجاب کے لوگ اکثر میرے پاس آتے جاتے ہیں۔ اور اگر دلوں میں غفلت کی وجہ سے کوئی سختی آجاوے تو صحبت اور پے درپے ملاقات کے اثر سے وہ سختی بہت جلد دور ہوتی رہتی ہے اسلئے پنجاب کے لوگ خاص کر بعض افراد اُن کی محبت اور صدق اور اخلاص میں ترقی کرتے جاتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے ہر ایک ضرورت کے وقت وہ بڑی سرگرمی دکھلاتے ہیں۔ اور سچی اطاعت کے آثار ان سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اور یہ ملک دوسرے ملکوں سے نسبتاً کچھ نرم دل بھی ہے۔ بایں ہمہ انصاف سے دور ہوگا اگر میں تمام دور کے مریدوں کو ایسے ہی سمجھ لوں کہ وہ ابھی اخلاص اور سرگرمی سے کچھ حصہ نہیں رکھتے۔ کیونکہ صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف جس نے جان نثاری کا یہ نمونہ دکھایا وہ بھی تو دُور کی زمین کا رہنے والا تھا جس کے صدق اور وفا اور اخلاص اور استقامت کے آگے پنجاب کے بڑے بڑے مخلصوں کو بھی شرمندہ ہونا پڑتا ہے اور کہنا پڑتا ہے۔ کہ وہ ایک شخص تھا کہ ہم سب سے پیچھے آیا اور سب سے آگے بڑھ گیا۔ اسی طرح بعض دُور دراز ملک کے مخلص بڑی بڑی خدمت مالی کر چکے ہیں۔ اور اُن کے صدق و وفا میں کبھی فتور نہ آیا۔ جیساکہ اخویم سیٹھ عبد الرحمٰن تاجر مدراس اور چند ایسے اور دوست لیکن کثرت تعداد کے لحاظ سے پنجاب کو مقدم رکھا گیا ہے۔ کیونکہ پنجاب میں ہر ایک طبقہ کے آدمی خدمت دینی سے بہت حصہ لیتے جاتے ہیں۔ اور دور کے اکثر لوگ اگرچہ ہمارے سلسلہ میں داخل تو ہیں۔ مگر بوجہ اس کے کہ ان کو صحبت کم نصیب ہوتی ہے۔ ...... اُن کے دل بکلی

دُنیا کے گند سے صاف نہیں ہیں۔ امر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو آخر کار وہ گند سے صاف ہو جائینگے اور یا خدا تعالےٰ انکو اس پاک سلسلہ سے کاٹ دیگا۔ اور ایک مردار کیطرح مرینگے بڑی غلطی انسان کی دُنیا پرستی ہے۔ یہ بدبخت اور منحوس دُنیا کبھی خوف دلا نیسے اور کبھی امید دینے سے اکثر لوگوں کو اپنے دام میں لے لیتی ہے اور یہ اُسی میں مرتے ہیں۔ نادان کہتا ہے۔ کہ کیا ہم دنیا کو چھوڑ دیں اور یہ غلطی انسان کو نہیں چھوڑتی جبتک کہ اسکو بے ایمان کر کے ہلاک نہ کرے۔ اے نادان کون کہتا ہے کہ تو اسباب کی رعایت چھوڑ دے مگر دل کو دنیا اور دُنیا کے فریبوں سے الگ کر ورنہ تو ہلاک شدہ ہے۔ اور جس عیال کے لئے تو حد سے زیادہ بڑھتا جاتا ہے یہانتک کہ خدا کے فرائض کو بھی چھوڑتا ہے۔ اور طرح طرح کی مکاریوں سے ایک شیطان بن جاتا ہے۔ اس عیال کے لئے تو بدی کا بیج بوتا ہے اور ان کو تباہ کرتا ہے۔ اسلئے کہ خدا تیری پناہ میں نہیں کیونکہ تو پارسا نہیں۔ خدا تیرے دل کی جڑھ کو دیکھ رہا ہے۔ سو تو بیوقت مریگا اور عیال کو تباہی میں ڈالیگا۔ لیکن وہ جو خدا کی طرف جُھکا ہُوا ہے اُس کی خوش قسمتی سے اسکے زن و فرزند کو بھی حصّہ ملیگا۔ اور اُسکے مرنے کے بعد کبھی وہ تباہ نہیں ہونگے۔ جو لوگ مجھ سے سچا تعلق رکھتے ہیں۔ وہ اگرچہ ہزار کوس پر بھی ہیں۔ تاہم ہمیشہ مجھے لکھتے رہتے ہیں۔ اور دعائیں کرتے رہتے ہیں کہ خدا تعالےٰ انہیں موقعہ دے تا وہ برکات صحبت حاصل کریں۔ مگر افسوس کہ بعض ایسے ہیں۔ کہ میں دیکھتا ہوں کہ قطع نظر ملاقات کے سالہا سال گذر جاتے ہیں اور ایک کارڈ بھی اُنکی طرف سے نہیں آتا۔ اس سے مَیں سمجھتا ہوں کہ اُن کے دل مر گئے ہیں۔ اور اُنکے باطن کے چہرہ پر کوئی داغ جذام ہے۔ مَیں تو بہت دُعا کرتا ہوں کہ میری سب جماعت اُن لوگوں میں ہو جائے جو خدا تعالےٰ سے ڈرتے ہیں۔ اور نماز پر قائم رہتے ہیں اور رات کو اُٹھ کر زمین پر گرتے ہیں اور روتے ہیں۔ اور خدا کے فرائض کو ضائع نہیں کرتے اور بخیل اور ممسک اور غافل اور دُنیا کے کیڑے نہیں ہیں۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ یہ میری دُعائیں خدا تعالےٰ قبول کریگا۔ اور مجھے دکھائیگا کہ اپنے پیچھے میں ایسے لوگوں کو چھوڑتا ہوں۔ لیکن وہ لوگ جن کی آنکھیں زنا کرتی ہیں۔ اور جن کے دل پاخانہ سے بدتر ہیں۔ اور جن کو مرنا ہرگز یاد نہیں ہے میں اور میرا خدا اُن سے بیزار ہیں۔ مَیں بہت خوش ہونگا اگر ایسے لوگ اس پیوند کو قطع کر لیں کیونکہ خدا اس جماعت کو

ایک ایسی قوم بنانا چاہتا ہے جسکے نمونہ سے لوگوں کو خدا یاد آوے۔ اور جو تقویٰ اور طہارت کے اول درجہ پر قائم ہوں اور جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم رکھ لیا ہو لیکن وہ مفسد لوگ جو میرے ہاتھ کے نیچے ہاتھ رکھ کر اور یہ کہہ کر کہ ہمنے دین کو دُنیا پر مقدم کیا پھر وہ اپنے گھروں میں جا کر ایسے مفاسد میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ کہ صرف دنیا ہی دُنیا انکے دلوں میں ہوتی ہے۔ نہ انکی نظر پاک ہے نہ اُنکا دل پاک ہے۔ اور نہ اُنکے ہاتھوں سے کوئی نیکی ہوتی ہے اور نہ اُن کے پیر کسی نیک کام کے لئے حرکت کرتے ہیں۔ اور وہ اُس چوہے کیطرح ہیں جو تاریکی میں ہی پرورش پاتا ہے۔ اور اُسی میں رہتا اور اسی میں مرتا ہے وہ آسمان پر ہمارے سلسلہ میں سے کاٹے گئے ہیں۔ وہ عبث کہتے ہیں۔ کہ ہم اس جماعت میں داخل ہیں کیونکہ آسمان پر وہ داخل نہیں سمجھے جاتے۔ جو شخص میری اس وصیت کو نہیں مانتا کہ درحقیقت وہ دین کو دُنیا پر مقدم کرے اور درحقیقت ایک پاک انقلاب اُسکی ہستی پر آجائے۔ اور درحقیقت وہ پاک دل اور پاک ارادہ ہو جاوے اور پلیدی اور حرامکاری کا تمام چولہ اپنے بدن پر سے پھینکدے اور نوع انسان کا ہمدرد اور خدا کا سچا تابعدار ہو جاوے اور اپنی تمام خود روی کو الوداع کہہ کر میرے پیچھے ہو لے میں اس شخص کو اُس کتے سے مشابہت دیتا ہوں جو ایسی جگہ سے الگ نہیں ہوتا جہاں مردار پھینکا جاتا ہے۔ اور جہاں سڑے گلے مُردوں کی لاشیں ہوتی ہیں۔ کیا میں اسبات کا محتاج ہوں کہ وہ لوگ زبان سے میرے ساتھ ہوں اور اس طرح پر دیکھنے کے لئے ایک جماعت ہو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تمام لوگ مجھے چھوڑ دیں اور ایک بھی میرے ساتھ نہ رہے۔ تو میرا خدا میرے لئے ایک اور قوم پیدا کریگا جو صدق اور وفا میں ان سے بہتر ہوگی۔ یہ آسمانی کشش کام کر رہی ہے۔ جو نیک دل لوگ میری طرف دوڑتے ہیں۔ کوئی نہیں جو آسمانی کشش کو روک سکے بعض لوگ خدا سے زیادہ اپنے مکر اور فریب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ شاید اُنکے دلوں میں یہ بات پوشیدہ ہو کہ نبوتیں اور رسالتیں سب انسانی مکر ہیں۔ اور اتفاقی طور پر شہرتیں اور قبولیتیں ہو جاتی ہیں۔ اس خیال سے کوئی خیال پلید تر نہیں اور ایسے انسان کو اس خدا پر ایمان نہیں جسکے ارادہ کے بغیر ایک پتہ بھی گر نہیں سکتا۔ لعنتی ہیں ایسے دل اور ملعون ہیں ایسی طبیعتیں خدا اُنکو ذلت سے ماریگا کیونکہ وہ خدا کے کارخانہ کے دشمن ہیں۔ ایسے لوگ درحقیقت دہریہ اور خبیث باطن ہوتے ہیں۔ وہ جہنمی زندگی کے دن گذارتے ہیں۔ اور مرنے کے بعد بجز جہنم کی آگ کے اُنکے حصہ میں کچھ نہیں ✦

اب مختصر کلام یہ ہے کہ علاوہ لنگر خانہ اور میگزین کے جو انگریزی اور اردو میں نکلتا ہے جس کے لئے

اکثر دوستوں نے سرگرمی ظاہر کی ہے ایک مدرسہ بھی قادیان میں کھولا گیا ہے اس سے یہ فائدہ ہے کہ نوعمر بچے ایک طرف تو تعلیم پاتے ہیں۔ اور دوسری طرف ہمارے سلسلہ کے اصولوں سے واقفیت حاصل کرتے جاتے ہیں اس طرح پر بہت آسانی سے ایک جماعت طیار ہو جاتی ہے۔ بلکہ بسا اوقات اُنکے ماں باپ بھی اس سلسلہ میں داخل ہو جاتے ہیں۔ لیکن ان دنوں میں ہمارا یہ مدرسہ بڑی مشکلات میں پڑا ہوا ہے۔ اور باوجودیکہ محبی عزیزی اخویم نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیرکوٹلہ اپنے پاس سے اسّی روپیہ ماہوار اس مدرسہ کی مدد کرتے ہیں۔ مگر پھر بھی اُستادوں کی تنخواہیں ماہ بماہ ادا نہیں ہو سکتیں صدہا روپیہ قرضہ سر پر رہتا ہے علاوہ اسکے مدرسہ کے متعلق کئی عمارتیں ضروری ہیں جو ابتک طیار نہیں ہو سکیں۔ یہ غم علاوہ اور غموں کے میری جان کو کھا رہا ہے۔ اسکی بابت میں نے بہت سوچا کہ کیا کروں آخر یہ تدبیر میرے خیال میں آئی کہ میں اس وقت اپنی جماعت کے مخلصوں کو بڑے زور کے ساتھ اس بات کیطرف توجہ دلاؤں کہ وہ اگر اسباب پر قادر ہوں کر پوری توجہ سے اس مدرسہ کے لئے بھی کوئی ماہانہ چندہ مقرر کریں تو چاہئے کہ ہر ایک اُن میں سے ایک مستحکم عہد کے ساتھ کچھ نہ کچھ مقرر کرے جس کے لئے وہ ہرگز تخلف نہ کرے مگر کسی مجبوری سے جو قضاء و قدر سے واقع ہو۔ اور جو صاحب ایسا نہ کر سکیں انکے لئے بالضرورت یہ تجویز سوچی گئی ہے۔ کہ جو کچھ وہ لنگرخانہ کے لئے بھیجتے ہیں اس کا چہارم حصہ براہ راست مدرسہ کیلئے نواب صاحب موصوف کے نام بھیجیں لنگرخانہ میں شامل کر کے ہرگز نہ بھیجیں۔ بلکہ علیحدہ منی آرڈر کرا کر بھیجیں۔ اگرچہ لنگرخانہ کا فکر ہر روز مجھے کرنا پڑتا ہے۔ اور اس کا غم براہ راست میری طرف آتا ہے۔ اور میری اوقات کو مشوش کرتا ہے۔ لیکن یہ غم بھی مجھ سے دیکھا نہیں جاتا۔ اس لئے میں لکھتا ہوں کہ اس سلسلہ کے جوانمرد لوگ جن سے میں ہر طرح امید رکھتا ہوں کہ وہ میری اس التماس کو ردی کیطرح نہ پھینکدیں اور پوری توجہ سے اُس پر کاربند ہوں مَیں اپنے نفس سے کچھ نہیں کہتا بلکہ وہی کہتا ہوں جو خدا تعالےٰ میرے دل میں ڈالتا ہے۔ میں نے خوب سوچا ہے۔ اور بار بار مطالعہ کیا ہے میری دانست میں اگر یہ مدرسہ قادیان کا قائم رہ جائے تو بڑی برکات کا موجب ہوگا اور اسکے ذریعہ سے ایک فوج نئے تعلیم یافتوں کی ہماری طرف آسکتی ہے۔ اگرچہ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اکثر

طالب علم نہ دین کے لئے بلکہ دنیا کے لئے پڑھتے ہیں۔ اور اُن کے والدین کے خیالات بھی اسی حد تک محدود ہوتے ہیں۔ مگر پھر بھی ہر روز کی صحبت میں ضرور اثر ہوتا ہے۔ اگر بیسؔ طالب علموں میں سے ایک بھی ایسا نکلے جس کی طبیعت دینی امور کی طرف راغب ہو جائے۔ اور وہ ہمارے سلسلہ اور ہماری تعلیم پر عمل کرنا شروع کرے تب بھی میں خیال کرونگا کہ ہم نے اس مدرسہ کی بُنیاد سے اپنے مقصد کو پالیا۔ آخر میں یہ بھی یاد رہے کہ یہ مدرسہ ہمیشہ اس سقم اور ضعف کی حالت میں نہیں رہیگا بلکہ یقین ہے کہ پڑھنے والوں کی فیس سے بہت سی مدد ملجائیگی یا وہ کافی ہو جائیگی پس اسوقت ضروری نہیں ہوگا۔ کہ لنگر خانہ کی ضروری رقوم کاٹ کر مدرسہ کو دی جائیں۔ سو اس وسعت کے حاصل ہونے کے وقت ہماری یہ ہدایت منسوخ ہو جائیگی۔ اور لنگر خانہ جو وہ بھی درحقیقت ایک مدرسہ ہے اپنے چہارم حصہ کی رقم کو پھر واپس پالیگا۔ اور یہ مشکل طریق جس میں لنگر خانہ کو حرج پُہنچیگا۔ محض اسلئے میں نے اختیار کیا کہ بظاہر مجھے معلوم ہوتا ہے کہ جس قدر مدد کی ضرورت ہے شاید جدید چندہ میں وہ ضرورت پوری نہ ہو سکے۔ لیکن اگر خدا کے فضل سے پوری ہو جائے تو پھر اس قطع بُرید کی ضرورت نہیں۔ اور میں نے یہ جو کہا کہ لنگر خانہ بھی ایک مدرسہ ہے۔ یہ اسلئے کہا کہ جو مہمان میرے پاس آتے جاتے ہیں جن کے لئے لنگر خانہ جاری ہے وہ میری تعلیم سُنتے رہتے ہیں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جو لوگ ہر وقت میری تعلیم سُنتے ہیں خدا تعالےٰ اُن کو ہدایت دیگا۔ اور ان کے دلونکو کھول دیگا۔ اب میں اسی قدر پر بس کرتا ہوں۔ اور خدا تعالےٰ سے چاہتا ہوں کہ جو مُدّعا میں نے پیش کیا ہے میری جماعت کو اُس کے پورا کرنے کی توفیق دے۔ اور ان کی مالوں میں برکت ڈالے۔ اور اس کارِ خیر کے لئے ان کے دلوں کو کھول دے۔ آمین ثم آمین

والسلام علیٰ من اتبع الھدےٰ ✦

۱۶ر اکتوبر ۱۹۰۳ء

بقیہ حالات حضرت صاحبزادہ مولوی عبداللطیف صاحب مرحوم

میان احمد نور جو حضرت صاحبزادہ مولوی عبداللطیف صاحب کے خاص شاگرد ہین آج ۸ ر نومبر ۱۹۰۳ء کو مع عیال خوست سے قادیان مین پہنچے انکا بیان ہے کہ مولوی صاحب کی لاش برابر چالیس دن تک ان پتھرون مین پڑی رہی جنمین وہ سنگسار کئے گئے تھے بعد اسکے مینے چند دوستون کے ساتھ ملکر رات کیوقت انکی نعش مبارک نکالی اور ہم پوشیدہ طور پر شہر مین لائے اور اندیشہ تھا کہ امیر اور اس کے ملازم کچھ مزاحمت کرینگے مگر شہر مین وبائے ہیضہ اس قدر پڑ چکا تھا کہ ہر ایک شخص اپنی بلا مین گرفتار تہا اس لئے ہم اطمینان سے مولوی صاحب مرحوم کا قبرستان مین جنازہ لیگئے اور جنازہ پڑھکر وہان دفن کر دیا۔ یہ عجیب بات ہے کہ مولوی صاحب جب پتھرون مین سے نکالے گئے تو کستوری کی طرح ان کے بدن سے خوشبو آتی تہی اس سے لوگ بہت متاثر ہوئے

اس واقعہ سے پہلے کابل کے علماء امیر کے حکم سے مولوی صاحب کیساتھ بحث کرنے کے لئے جمع ہوئے تھے مولوی صاحب نے انکو فرمایا کہ تمہارے دو خدا ہین کیونکہ تم امیر سے ایسا ڈرتے ہو جیسا کہ خدا تعالی سے ڈرنا چاہئے مگر میرا ایک خدا ہے اسلئے مین امیر سے نہین ڈرتا۔ اور جب گہر مین تھے اور ابہی گرفتار نہین ہوئے تھے اور نہ اس واقعہ کی کچھ خبر تہی اپنے دونون ہاتھون کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے میرے ہاتھو کیا تم ہتھکڑیون کی برداشت کرلوگے۔ ان کے گھر کے لوگون نے پوچھا کہ یہ کیا بات آپ کے منہ سے نکلی ہے۔ تب فرمایا کہ نماز عصر کے بعد تمہین معلوم ہوگا کہ یہہ کیا بات ہے۔ تب نماز عصر کے بعد حاکم کے سپاہی آئے اور گرفتار کر لیا۔ اور گہر کے لوگون کو انہون نے نصیحت کی کہ مین جاتا ہون اور دیکھو ایسا نہ ہو کہ تم کوئی دوسری راہ اختیار کرو۔ جس ایمان اور عقیدہ پر مین ہون چاہئے کہ وہی تمہارا ایمان اور عقیدہ ہو۔ اور گرفتاری کے بعد راہ مین چلتے وقت کہا کہ مین اس مجمع کا نوشاہ

ہون۔ بحث کے وقت علماء نے پوچہا کہ تو اس قادیانی شخص کے حق مین کیا کہتا ہے جو مسیح موعود ہونیکا دعوے کرتا ہے۔ تو مولوی صاحب نے جواب دیا کہ ہمنے اس شخص کو دیکہا ہے اور اُس کے امور مین بہت غور کی ہے اسکی مانند زمین پر کوئی موجود نہین اور بیشک اور بلاشبہ وہ مسیح موعود ہے اور وہ مُردون کو زندہ کر رہا ہے۔ تب ملانون نے شور کرکے کہا کہ وہ کافر اور تو بہی کافر ہے اور اون کو امیر کیطرف سے بحالت نہ توبہ کرنے کے سنگسار کرنے کے لئے دہمکی دی گئی۔ اور انہون نے سمجہ لیا کہ اب مین مرون گا تب یہ آیت پڑہی

ربّنا لاتزغ قلوبنا بعد اذھدیتنا وھب لنا من لدنك رحمۃً انك انت الوھاب۔

یعنے اے ہمارے خدا ہمارے دل کو لغزش سے بچا اور بعد اسکے جو تو نے ہدایت دی ہمین پہلے سے محفوظ رکہہ اور اپنے پاس سے ہمین رحمت عنایت کر کیونکہ ہر ایک رحمت کو تو ہی بخشتا ہے +

پہر جب انکو سنگسار کرنے لگے تو یہہ آیت پڑہی۔ انت ولیّی فی الدنیا والاخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین یعنے اے میرے خدا تو دنیا اور آخرت مین میرا متولی ہے مجہے اسلام پر وفات دے اور اپنے نیک بندون کے ساتہہ ملا دے۔ پہر بعد اس کے پتہر چلائے گئے اور حضرت مرحوم کو شہید کیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور صبح ہوتے ہی کابل مین ہیضہ پہوٹ پڑا اور نصر اللہ خان حقیقی بہائی امیر حبیب اللہ خان کا جو اصل سبب اِس خون ریزی کا تہا اسکے گہر مین ہیضہ پہوٹا اور اسکی بیوی اور بچہ فوت ہو گیا اور چار سَو کے قریب ہر روز آدمی مرتا تہا اور شہادت کی رات آسمان سرخ ہو گیا۔ اور اس سے پہلے مولوی صاحب فرماتے تہے کہ مجہے بار بار الہام ہوتا ہے:۔ اذھب الی فرعون انی معك اسمع واریٰ وانت محمد معنبر معطر اور فرمایا کہ مجہے الہام ہوتا ہے کہ آسمان شور کر رہا ہے اور زمین اس شخص کیطرح کانپ رہی ہے جو تپ لرزہ مین گرفتار ہو دنیا اسکو نہین جانتی یہ امر ہونے والا ہے۔ اور فرمایا کہ مجہے ہر وقت الہام ہوتا ہے کہ اس راہ مین اپنا سر دیدے اور دریغ نہ کر کہ خدا نے کابل کی زمین کی بہلائی کے لئے یہی چاہا ہے۔

اور میان احمد نور کہتے ہین کہ مولوی صاحب موصوف ڈیڈہ ماہ تک قبر مین رہی
اور پہلے ہم لکھہ چکے ہین کہ چار ماہ تک قبر مین رہے یہ اختلاف روایت ہے اصل واقعہ مین
سب متفق ہین۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ ۔